مختصر

حالاتِ شاہ

المصنف

ناشر

ریاض مدینہ پبلی کیشنز

ریاض مدینہ مصری گنج حیدرآباد

مختصر حالاتِ شاہ

ضمیمۂ حیات

رفعت پناہ حضرت سیدی سید پرورش علی حسینی شاہ قدس سرہ
المعروف بہ سید محمد بادشاہ حسینی

ریاض مدینہ پبلیکیشنز

نام کتاب	:	مختصر حالاتِ شاہ
ضمیمۂ حیات	:	رفعت پناہ حضرت سید محمد پرورش علی حسینی قدس سرہ المتخلص بہ شاؔہ
مصنف	:	حضرت سیدی قاری عشرہ سید محی الدین حسینی محی قادریؒ سجادہ نشین بارگاہِ حضرت
سن اشاعت	:	۲۰۱۵ء ، ۱۴۳۶ھ
تعداد اشاعت	:	۵۰۰
ناشر	:	ریاض مدینہ پبلی کیشنز
کمپیوٹر کتابت	:	ریاض مدینہ اسلامی مرکز
فون	:	9701325667 ،9885091794
سرِ ورق	:	محی اکیڈمی
قیمت	:	۵۰ روپیہ
طباعت	:	اسپیشل پرنٹنگس

Published by
Riyaz e Madeena Publication

ملنے کے پتے ❖ ریاض مدینہ پبلیکیشنز۔
❖ ریاض مدینہ اسلامی مرکز۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الحمد لله رب العالمین و الصلوٰة و السلام علیٰ حبیبه و محبوبه

الحمدللہ! حضرت مولانا سید شاہ پرورش علی حسینی صاحب قبلہ قدس سرہ کے حالات کی کتاب موسومہ حالاتِ شاہ حضرت کے صدسالہ عرسِ شریف کے موقعہ پر والدی مرشدی نے مرتب فرمائی تھی۔ لیکن اب وہ بھی کمیاب ہوچکی ہے تشنہ گانِ فیضِ شاہ کو برابر آج بھی اس کتاب کی ضرورت ہے۔ اسلئے ہم نے مناسب سمجھا کہ دیڑھ سوسالہ عرسِ شریف کے موقعہ پر اس کی طباعت کرواکر عوام کی اس ضرورت کو پورا کیا جائے۔ جو حضرات اس مقدس خدمت میں تعاون کررہے ہیں، میں تہہِ دل سے ان کا شکرگزار ہوں۔ اور بارگاہِ خداوندی میں دست بہ دعا ہوں کہ اللہ پاک ان کی اس خدمت کو قبول فرمائے۔ اور ہر مصیبت و آفت سے تمام اہلِ سلسلہ کو محفوظ رکھے اور دو عالم میں ان کی رہنمائی فرمائے۔ آمین ثم آمین بجاہ طٰہٰ و یاسین۔

خادم حضرت شاہ قدس سرہ

سید محمد صدیق حسینی

۷۸۶

الحمد للّٰہ رب العٰلمین والصلوٰۃ والسلام علی سیدالمرسلین وَعلیٰ آلہ الطّیبین الطاھرین واصحابہ اجمعین.

دنیاوہ سیر گاہ ہے جس پر ہر روز ہزاروں آتے اور جاتے ہیں لیکن ہر ایک کا ذکر قابل تذکرہ ہوتا ہے نہ ان کی یاد قابلِ یاد۔ البتہ اُن پاک ہستیوں کی یاد نا قابلِ فراموش ہوتی ہے جنھوں نے مقصودِ تخلیق کو پیشِ نظر رکھ کر جینے کے صحیح طریقے سکھائے اور خود اپنی زندگی کا عملی نمونہ پیش فرما کر عالم کے قلوب کو موہ لیا۔

دیدہ بازے عجبے فتنہ طرازے عجبے
صید کردی دلِ عالم چہ تماشہ کردی

اسی لئے ان مبارک ہستیوں کی یاد منائی جاتی اور ان کا تذکرہ دہرایا جاتا ہے تا کہ اس کی روشنی میں ہم اپنی زندگی سنواریں اور ان کے نقشِ قدم پر چلنے کی کوشش کریں۔

بزرگانِ دین کی صحبت اور ان کی محبت جس کے متعلق قرآنِ حکیم میں کونوا مع الصادقین سے تاکید فرمائی گئی ہے جس طرح مفید ہے اسی طرح ان کا تذکرہ ان کے حالات کا مطالعہ انسانی حالات کی اصلاح میں ممد و معاون ثابت ہوتا ہے' اسی لئے بزرگانِ دین نے اپنے متبعین کو اس کے مطالعہ میں رکھنے کی تاکید فرمائی ہے۔

حضرت سیدی و مرشدی سید پرورش علی حسینی المعروف پادشاہ میاں قبلہ قدس سرۃ العزیز کے حالات آپ کی رحلت سے کامل ایک صدی کے بعد اس صد سالہ جشن کے موقع پر پیش کرنے کی سعادت حاصل کی جارہی ہے' اس عرصہ میں آپ کے فیضِ صحبت سے مستفید شدہ تقریباً تمام اس دارِ فانی سے عالمِ جاودانی میں انتقال فرما چکے اس لئے اس کام میں بڑی دشواریاں پیش آئیں پھر بھی ہم نے اپنے بزرگوں سے جو کچھ سنا تھا یا بعض تاریخی کتب سے جو مواد مل سکا اس کو یکجا کر کے پیش کرنے کی کوشش کی ہے اس سلسلہ میں تاریخ خورشید جاہی و

رشید الدین خانی مآثر الکرام فرہنگ عثمانیہ اور رسالہ النور مرتبہ حضرت عم محترم مولانا سید شاہ محمد باقر حسینی صاحب قبلہ مدظلہ العالی سے (جس میں حضرت کے حالات شائع ہوئے ہیں) مدد لی اور جو واقعات بزرگوں سے سنے تھے اس کو بھی قلمبند کرنے کے بعد حضرت عم محترم مدظلہ کے ملاحظہ میں بغرض تصحیح وتوثیق پیش کردیا تاکہ فروگذاشت نہ ہونے پائے۔

اس تذکرہ میں حضرت کے حالات کے ساتھ ہم نے آپ کی اولاد کے تعارف کے خیال سے بالاختصار تذکرہ کیا ہے' تفصیلات میں جانے کا موقع نہیں ہے البتہ حضرت سیدی خواجہ محبوب اللہ قدس سرہٗ کی تعلیمات کے پہلو پر قدرے روشنی ڈالنے کی کوشش کی ہے کہ حضرت صاحبِ تذکرہ کا فیضان تقریباً ہر شخص میں آپ ہی سے جاری وساری ہے۔

بہر حال دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ اس خدمت کو قبول فرما کر آپ کے فیوض و برکات کا کچھ تصدق ہم کو بھی عطا فرمائے۔ آمین۔

آخر پر حضرت صاحبِ تذکرہ کی بارگاہ میں متوجہ ہوکر اس شعر پر معروضہ ختم کیا جاتا ہے ؎

ایک لقمہ مرے بھی کشکول میں تو ڈال دے

تو سلامت گھر سلامت صاحبِ خانہ ترا

خادم سید محی الدین قادری

۲۴؍ربیع الاول شریف ۱۳۸۶ھ۔ قاضی پورہ' حیدر آباد

۷۸۶

مختصر حالاتِ زندگی

حضرت پیر و مرشد سید محمدؒ بادشاہ حسینی صاحب قبلہ قدس سرہٗ العزیز

نام و نسب

آپ کا اسم گرامی سید پرورش علی المعروف بہ سید محمد بادشاہ حسینی مگر حضرت خود اپنا نام ''سید محمد'' فرمایا کرتے تھے اور عوام میں بادشاہ میاں سے مشہور تھے۔

آپ کے والد ماجد حضرت سید حیدر علی حسینی المخاطب بہ ''سیادت پناہ'' یہاں سے آپ کا سلسلہ (۲۰) واسطوں سے حضرت سیدنا امام تقی بن سیدنا امام علی الرضا رضی اللہ عنہ کو پہنچتا ہے۔اس طرح آپ ساداتِ حسینیہ سے ہیں۔

تذکرۂ اجداد: آپ کے جدِ اعلیٰ حضرت سید محی الدین قدس سرہٗ بعہد اورنگ زیب عالمگیر بغداد سے واردِ ہندوستان ہوئے اور عرصہ تک آپ کا خاندان برہان پور میں مقیم رہا ۔ برہان پور میں آپ کے دادا حضرت سید اولیاء قدس سرہٗ کا مزارِ مبارک زیارت گاہِ خاص و عام ہے ۔ ہر سال بڑے شاندار پیمانے پر عرسِ شریف بھی ہوتا ہے جس میں ہزاروں عقیدتمند جمع ہوتے ہیں اور مقبرہ سید اولیاء رحمۃ اللہ علیہ کے نام سے آپ کی درگاہ شریف مشہور ہے۔

آپ کے والدِ ماجد حضرت سید حیدر علی حسینی قدس سرہٗ بھی عربی فارسی کے جید عالم، متقی، پرہیز گار، صاحبِ دل اور بے حد سخی تھے۔آپ کو ورثہ میں نہ صرف علم و فضل سے حصہ ملا بلکہ شجاعت بھی ملی تھی۔آپ بڑے بہادر تھے اور فنونِ سپہ گری میں بھی یدِ طولیٰ حاصل تھا۔دکن میں جب سلطنتِ آصفیہ کا قیام عمل میں آیا اور دشمن ہر طرف سے

گھیرے ہوئے پریشان کررہے تھے جدال وقتال سے سابقہ تھا ان کی سرکوبی کے لئے
اطراف واکناف سے مسلمان بہادر افسر لئے جانے لگے، چنانچہ نواب میر نظام علی خاں
والیٔ دکن نے آپ کے والد ماجد حضرت سید حیدر علی حسینیؒ کو برہان پور سے طلب فرمایا
آپ کے ساتھ خاندان پنچ بھیہ بھی واردِ دکن ہوا۔ پنچ بھیوں کی وجہ تسمیہ یہ ہے کہ ان
میں چار حقیقی بھائی حضرت زید شہیدؒ بن حضرت سیدنا امام زین العابدینؓ کی اولاد سے
تھے اور ایک اُن چاروں کے دوست تھے، جن سے نسبی کوئی تعلق نہ تھا لیکن آپس کے
برادرانہ تعلقات وربط وضبط کی وجہ پانچ بھائی سمجھے جاتے رہے اور پنچ بھیوں کے لقب
سے مشہور ہوئے، ان سے پہلے یہ برادرانِ اسلام تختِ دہلی کے ملازم اور اپنی شجاعت و
جوانمردی میں شہرۂ آفاق تھے۔ یہ حضرات سرزمینِ دکن میں قدم رکھتے ہی جنگ وجدال
میں مصروف ہوگئے۔ فتح وظفر ہمیشہ ان کے ہمرکاب رہے۔ اللہ تعالیٰ کے فضل اوران
مجاہدوں کی سرفروشیوں سے دکن کی سرحدیں وسیع ہوگئیں، (ان پنچ بھیوں کے منجملہ
نواب میر باقر علی خاں مرحوم کے تفصیلی کارنامے قدیم تواریخ رشید الدین خان وگلزار
آصفیہ وغیرہ میں مذکور ہیں)۔

چونکہ ان بہادرانِ اسلام کی وجہ سے ہر طرف امن وامان قائم ہوا اس لئے اس
فتح وظفر کی خوشی میں ان چھ بہادروں کے نام بڑے بڑے مناصب اجرا ہوئے۔ خان
بہادر کے خطابات، سلح داریاں، عماریاں، میانے عطا ہوئے۔ اسی سلسلے میں حضرت
سید حیدر علی قدس سرہٗ کو بھی خان بہادر کا خطاب، منصب، عماری، میانہ بادشاہ وقت کے حکم
سے عطا ہوا۔ اس کے علاوہ آپ نے اپنے علم وفضل کی بدولت بھی سرزمینِ دکن پر
تھوڑے ہی عرصے میں کافی شہرت حاصل کرلی اس لئے آپ کو "سیادت پناہ" کا لقب
بھی دیا گیا۔ اس مقام پر اس قدر وضاحت ضروری ہے کہ زمانہ قدیم میں مدار الہامان
وقت ہر ایک کو اس کے ذاتی اعزاز کے اعتبار کرتے۔ سرکاری تحریرات میں ایک خاص

لقب سے یاد کیا کرتے تھے جیسا کسی کو ''سیادت پناہ'' کسی کو ''شریعت پناہ'' کسی کو ''شجاعت شعار'' کسی کو ''رفعت پناہ'' وغیرہ وچنانچہ کتاب فرہنگ عثمانیہ' مولفہ مولوی قاضی میر لطف علی صاحب عارف ابو العلائی سے نواب سراج الملک ونواب سالار جنگ اول کے زمانہ میں اس لقب ''سیادت پناہ'' سے اور حضرات بھی مخاطب کئے جانا ثابت ہے جس کی فہرست بھی مولف کتاب مذکور نے دی ہے۔

بہر حال قدیم سرکاری کاغذات میں آپ کو ''میر حیدر علی خاں اکبر سیادت پناہ'' کے لقب سے یاد کیا گیا ہے کیونکہ پنچ بھیوں میں بھی ایک میر حیدر علی خاں گذرے ہیں جو چھوٹے میر حیدر علی خاں سے ملقب تھے۔ ۲۰/ جمادی الاخریٰ ۱۲۵۸ھ کو آپ واصل بحق ہوئے۔ آپ کا مزارِ پُر انوار قریب درگاہ حضرت سید شاہؒ مقبرہ حضرت سید عبداللہ شہیدؒ میں واقع ہے جو ''مقبرۂ شہداء'' کے نام سے موسوم ہے۔ حضرت عبداللہ شہیدؒ اور آپ کا مزار ایک ہی چبوترہ پر واقع ہے۔ ایک روایت خاندان میں مشہور ہے کہ آپ کے اور حضرت عبداللہ شہیدؒ کے مزار کے درمیان کھڑے ہو کر جو دعا کی جائے اللہ تعالیٰ اس کو قبول فرماتے ہیں۔

ناںھیال: آپ کی والدۂ ماجدہ حضرت الفت بیگم نواب میر باقر علی خاں مرحوم کی صاحبزادی تھیں (جن کا تذکرہ' تذکرۂ اجداد کے تحت بضمن تذکرہ خاندان پنچ بھیّہ اوپر گزرا ہے) نواب میر باقر علی خاں پنچ بھیوں میں سے ایک ہیں۔ آپ مشہور قاضی سید خلیل مرحوم جو بعہد اورنگ زیب عالمگیر قاضی القضاۃ کی جلیل القدر خدمت پر فائز تھے' ان کے پوتر داماد تھے یعنی قاضی القضاۃ مرحوم کی حقیقی پوتی آپ سے منسوب تھیں۔ قاضی سید خلیل علیہ الرحمہ جید عالم' متقی پرہیز گار بزرگ گزرے ہیں' جن کے حالات تاریخی کتب میں موجود ہیں۔ قاضی سید خلیل مرحوم کا اتفاق سے حیدر آباد میں انتقال ہوا اور محلّہ قاضی پورہ ہی میں آپ مدفون ہیں۔ آپ کا مقبرہ چوکِ اسپاں کے قریب آپ

ہی کے نام سے موسوم ہے۔ حضرت الفت بیگم صاحبہ کی زندگی کے حالات مرورِ زمانہ کی وجہ معلوم نہ ہو سکے، آپ اپنے شوہر حضرت سید حیدر علی حسینیؒ کے پہلو میں مقبرۂ شہداء میں مدفون ہیں۔ حضرت سید حیدر علی حسینیؒ کی اولاد تمام حضرت الفت بیگمؒ کے بطن سے ہے یوں تو آپ کی اولاد کثرت سے ہوئی مگر صرف ایک صاحبزادے حضرت سید پرورش علی علیہ الرحمہ اور ایک صاحبزادی وقار النساء بیگم بوقت انتقال موجود تھیں۔ وقار النسا بیگم صاحبہ مولوی میر وجیہہ الدین مفتی اول بلدہ سے منسوب تھیں، جن کے بطن سے ایک صاحبزادے میر مسیح الدین المخاطب محبوب نواز الدولہ اور دو صاحبزادیاں وزیر النساء بیگم اور امیر النساء بیگم تھیں۔

مفتی محبوب نواز الدولہ مرحوم کی تعلیم و تربیت حضرت بادشاہ میاں قبلہؒ کے زیرِ نگرانی ہوئی کیونکہ آپ اپنے بھانجے کو بہت چاہتے اور اپنا بیٹا فرماتے تھے۔ آپ ہی کی تعلیم و تربیت کی بدولت مفتی محبوب نواز الدولہ مرحوم نہ صرف جید عالم بلکہ نیک ہمدرد رحمدل اور فقیر منش تھے جس کی وجہ بلدہ حیدرآباد میں آپ کی کافی شہرت تھی اور امراء و عہدہ داروں میں بڑی عزت کی نگاہ سے دیکھے جاتے، بادشاہِ وقت بھی آپ کا بہت احترام کرتے تھے۔ آپ سے علاوہ خدمتِ افتاء نظامت عدالت دارالقضاۃ بلدہ کی خدمت بھی متعلق تھی جس کو آپ نے نہایت خوبی سے انجام دیا۔

مفتی محبوب نواز الدولہ اور آپ کے والد مفتی میر وجہہ الدین مرحوم آپ کی والدہ مسماۃ وقار النساء بیگم مرحومہ شاہ علی بنڈہ گنبد حضرت عبداللہ شاہ علیہ الرحمہ میں مدفون ہیں۔

ہم نے ناظرین کی سہولت کے مدنظر ایک مختصر خاندانی شجرہ بھی اس کے ساتھ منسلک کر دیا ہے۔

علم وفضل درس وتدریس: آپ عربی فارسی کے جید عالم، حافظ وقاری بھی تھے۔ آپ کی تعلیم کہاں اور کن سے ہوئی اس کی تفصیلات افسوس ہے کہ مرورِ زمانہ کی وجہ نہ مل سکیں البتہ آپ کے علم وفضل کا اندازہ بعض تحریرات سے ملتا ہے۔

آپ عربی فارسی میں بے تکلف گفتگو اور تقریر بھی فرماتے، آپ بہ پابندی ربیع الاول شریف میں بارہ دن اور ربیع الثانی شریف میں گیارہ روز وعظ فرمایا کرتے تھے، مجالس وعظ میں زنانہ ومردانہ سے کافی مجمع ہوتا اور لوگ آپ کے مواعظ سے مستفید ہوتے تھے۔

آپ روزانہ بعد نماز صبح اپنی مسجد میں حدیث وتفسیر کا درس دیا کرتے تھے۔ آپ کے حلقۂ درس میں پچاس سے زائد افراد حاضر رہتے چونکہ اس زمانے میں دکن میں عربوں اور حبشیوں کی کثرت تھی۔ عروب کے سب سے بڑے مشہور جمعدار عبداللہ بن علی مدبّر جنگ جو قبیلہ عون کے بڑے سرداروں میں تھے، اسی محلّہ قاضی پورہ میں رہتے تھے جن کے پاس دوسو عرب روزانہ قہوہ خانہ میں موجود رہا کرتے تھے اس لئے حضرت کے حلقۂ درس میں عروب بھی کثرت سے حاضر رہا کرتے اور آپ ان کو عربی ہی میں تفہیم فرماتے تھے۔

آپ کے داماد حضرت مولانا محمد عبدالقادر صدیقیؒ (جو حیدرآباد کے بڑے مشہور عالم گزرے ہیں) فرماتے تھے کہ روزانہ ہمارے خسر صاحب کے پاس بعد نماز صبح تفسیر وحدیث کا درس ہوتا تھا مگر ہم کو افسوس ہے کہ شرم وحیا کے تحت آپ کے حلقۂ درس میں شریک نہ رہے اور آپ کے فیضِ صحبت سے محرومی رہی چونکہ آپ زبان عربی میں بے تکلف گفتگو فرماتے تھے اس لئے آپ کے مواعظ جو عربوں کی مجالس میں ہوتے زبان عربی ہی میں ہوا کرتے تھے۔

شعر وسخن: آپ کو شعر وسخن سے بھی کافی دلچسپی تھی۔ شاہ تخلص فرماتے تھے۔ اس میں آپ کو کس سے تلمذ حاصل تھا اس کا صحیح علم نہ ہوسکا۔ آپ کا کلام محفوظ ہے جو غزل، قصیدہ، مثنوی، رباعی سب پر مشتمل ہے۔ سب سے پہلے آپ کے کلام کو آپ کے

چھوٹے صاحبزادے حضرت علامہ سید شاہ عمر حسینی قبلہ رحمۃ اللہ علیہ مصنف تفسیر قادری نے شائع فرمایا۔اس کے تمام نسخے ختم ہو چکے ہیں اس لئے صد سالہ جشن کے سلسلہ میں ہم نے دوبارہ اس کی اشاعت کا انتظام کیا ہے۔

یہ کلام آج سے تقریباً ڈیڑھ سو سال پہلے کا ہے مگر بندش' بلند خیالی' سلاست کے ساتھ صنائع وبدائع زبان کا خیال تمام اس سے نمایاں ہیں۔

آپ کے کلام کا بیشتر حصہ نعتیہ ہے اور جس کو غزل کے نام سے یاد کیا جارہا ہے وہ بھی فی الحقیقت غور سے دیکھیں تو نعت شریف سے کب خالی ہے۔ بزرگوں کو شاعری سے کیا واسطہ ہے یہ تو فقط اپنے جذبات وخیالات کو یکجا کر کے نظم کر دیتے ہیں' مقصود فقط جذبات کا اظہار ہے ع الفاظ مختلف ہیں مگر بات ایک ہے

استغناء: آپ کی طبیعت میں استغناء بھی بہت تھا جو فقیری کا لوازمہ ہے چنانچہ آپ اپنے والدِ ماجد حضرت میر حیدر علی سیادت پناہؒ کے بعد آپ کے جانشین مقرر ہوئے اور والدِ ماجد چونکہ خطاب ومنصب وغیرہ سے سرفراز ہونے کے علاوہ شاہی اتالیق تھے اس لئے آپ کے نام بھی مناصب وغیرہ کی اجرائی کے ساتھ خدمت اتالیقی بھی متعلق ہوئی کیونکہ زمانہ قدیم میں توریث جاری تھی اور بالخصوص ایسے معززین کی خدمات خصوصیت کے ساتھ حاصل کی جاتی تھیں۔ چنانچہ نواب افضل الدولہ مرحوم کی شہزادگی کے زمانے میں آپ بھی ان کے اتالیق مقرر ہوئے اور عرصہ تک اس خدمت کو نہایت عمدگی سے انجام دیا۔من بعد جب آپ نے ارضِ مقدس حجاز کا سفر کیا اور دربارِ اقدس کی حضوری کا شرف حاصل ہوا تو وہاں سے واپسی کے بعد اس خدمت سے یہ کہہ کر مستعفی ہو گئے کہ

''ایسی بڑی سرکار میں ہاتھ باندھنے کے بعد اب میں کسی اور کے سامنے ہاتھ باندھنا نہیں چاہتا۔''

جب بادشاہِ وقت افضل الدولہ مرحوم کو اس کی اطلاع ملی کہ آپ نے اس قدر معقول

معاش سے دست کشی فرمائی ہے تو بادشاہ وقت نے ازخود آپ کی گزر بسر کے لئے تھوڑی سی رقم منظور کی، جس کو آپ نے قبول فرما کراسی پر اکتفا کیا۔

اخلاق و عادات: آپ فطرۃً حلیم الطبع رحم دل، ہمدرد تھے، اہل محلّہ، قرابت دار، مریدین سب کا خیال رکھتے ان کی خوشی دغمی میں برابر شریک رہتے اور ہر ایک کے ساتھ ہمدردی فرماتے۔ بیان کیا جاتا ہے کہ روزانہ ناشتہ کر کے مکان سے تشریف لے جاتے تو شام کو مکان واپس ہوتے تمام دن غرباء ومساکین کی خبر گیری فرماتے اگر کسی کے پاس کچھ کھانے کو نہ ہوتا اپنے پاس سے انتظام فرمادیتے، کسی کو سودے وغیرہ کی ضرورت ہوتی تو آپ لادیتے۔ کہا جاتا ہے اکثر ناشتہ کے بعد جب نکلتے اور راستہ میں مریدین وغیرہ کے مکانات ملتے تو آپ دروازہ پر دستک دیتے اور اپنا نام فرماتے، اندر سے آواز آتی حضرت تشریف لانا، آپ تشریف لے جاتے اور کھڑے کھڑے مزاج پرسی فرماتے۔ قدیم زمانے میں بالعموم باقاعدہ فوج کے ملازمین سے بادشاہِ وقت یا امراء و جاگیرداروں کے محلات پر ایک دن آڑ یا چوتھے روز نشست برخاست کی نوکری لی جاتی تھی اس زمانے میں حیدرآبادی نصف سے زیادہ ایسی ہی خدمات پر مامور تھے اس لئے دوسرے یا چوتھے روز اپنے گھر آتے تو پھر نوکری پر جانے سے پہلے اپنے گھریلو انتظامات کرجاتے تھے مگران کے متعلقین کے لئے ناگہانی ضروریات کے انصرام میں اکثر تکلیف پیش آتی تھی، چنانچہ متعدد دفعہ ایسا ہوا کہ جب آپ پہنچے، کسی کے بچہ یا کسی کی بی بی کو بیمار پایا بہ دریافت معلوم ہوا کہ مردانہ سے کوئی نہ ہونے کی وجہ دوا وغیرہ کا انتظام نہ ہوسکا تو خود آپ نے ان سے فرمایا کہ ''کہو تو میں حکیم کے پاس جا کر دوا لا دوں، جواب میں عرض کیا گیا'' حضرت کو ہم کیسے تکلیف دے سکتے ہیں۔ اب مردانہ سے آجائیں تو منگوالیں گے،'' تو فرماتے'' کہ اس میں کیا حرج ہے تم لوگ میرے بچے ہو اگر میں اپنے بچہ یا بچی کے لئے خود دوالا یا تو کیا ہوا؟'' یہ کہہ کر باصرار تمام ان کی کیفیت

حکیم سے کہہ کر خود دوا لاتے اور ان کو پہنچاتے۔ اسی طرح بعض مقام پر اطلاع ملی، شوہر یا باپ موجود نہ ہونے کی وجہ پرہیزی غذا کا تا حال کوئی انتظام نہ ہوسکا تو آپ اپنے پاس سے پیسے دیئے یا ضروریات کا سامان لا دیا۔ بہرحال ہر روز آپ کا اسی طرح خدمتِ خلق میں صرف ہوتا گویا آپ نے اپنے آپ کو ایسی ہی خدمات کے لئے وقف کر رکھا تھا۔ ایک دفعہ کا واقعہ ہے کہ آپ اسی طرح بندگانِ خدا کی خبر گیری فرماتے ہوئے مکان تشریف لا رہے تھے راستہ میں ایک ضعیفہ چکّی کے پاٹ لئے بیٹھی تھی اور اس کو اپنے گھر لے جانا چاہتی تھی چونکہ اندھیری رات تھی اور اس زمانے میں دَورِ حاضر کی طرح روشنی کا معقول انتظام بھی نہ تھا۔ جب آپ پر اُس کی نظر پڑی تو آپ کو کوئی معمولی آدمی خیال کر کے آواز دی، جب آپ قریب پہنچے تو اندھیرے میں آپ کو پہچان نہ سکی اور کہا کہ ''کیا مزدوری کرتے ہو۔'' آپ نے فرمایا کہ ''اماں کیا ہے'' اس نے کہا کہ ''باوا اس چکی کو اپنے گھر لے جانا چاہتی ہوں اگر تم اس کو میرے گھر پہنچا دو تو میں تم کو اتنے پیسے دوں گی۔'' آپ نے بہت خوب کہہ کر اپنے رومال کا چڑّھ بنا کر ان چکی کے پاٹوں کو اپنے سر پر اٹھا لیا اور اس ضعیفہ کے ساتھ ہو گئے، وہ ضعیفہ اپنے گھر پہنچی، مکان کے اندر جا کر چراغ سلگایا اس کے بعد آپ کو بُلایا جب آپ پہنچے اور اُس نے قریب آ کر جب چکّی کے پاٹ اتارنا چاہا تو دیکھا کہ چکّی کے پاٹ اٹھانے والے اس کے مرشد ہیں یعنی اس ضعیفہ کو حضرت ہی سے بیعت تھی فوراً قدموں پر سر رکھ کر رونا شروع کیا اور اپنے اس زبردست قصور کی معافی چاہی، آپ نے نہایت خندہ پیشانی سے قصور کو معاف فرما کر جواب دیا کہ اماں اس میں کیا حرج ہے اگر میں نے تمہارا کوئی کام کر دیا، انسان سے انسان ہی کو سابقہ پڑتا ہے۔

اور ایک واقعہ بیان کیا جاتا ہے کہ ایک روز اسی طرح آپ بڑی رات کو واپس ہو رہے تھے، راستوں پر سناٹا چھایا ہوا تھا کیونکہ زمانہ قدیم میں بالعموم بڑی رات تک

لوگ باہر کم رہتے تھے اور سڑکوں پر اس زمانے کی طرح روشنی کا بھی اہتمام نہ تھا' آپ نے دیکھا کہ چوک اسپاں کے قریب ایک میانہ میں کوئی شریف خاتون ہے جس کے ساتھ چند اصیل بھی ہیں اور ایک دو جوان بھی' ان اصیلوں کے جسم پر نقروی زیور ہے (زمانۂ قدیم میں یہ بھی طریقہ تھا اکثر امراء کی بیگمات اپنے ملازمین کو پرتکلف لباس اور زیور پہنا کر ساتھ لے جایا کرتے تھے) ان ملازمین وزیور کو دیکھ کر مقدم جنگ کے سِدّیوں کی نیت میں فتور پیدا ہوگیا اور وہ رات کا وقت دیکھ کر مار پیٹ کر کے لوٹ لینا چاہتے تھے چنانچہ سدّیوں نے شور وغوغا کر کے ساتھ کے ملازمین کو مار پیٹ کی' اس ہلّڑ میں ساتھ کے سارے ملازمین بھاگ گئے' بھوئی جو میانہ اٹھائے ہوئے تھے وہ بھی راستہ میں میانہ پٹک کر ایک جانب کانپتے کھڑے ہوگئے ۔ زنانہ خدمت گار جو ساتھ تھیں وہ بھی بدحواسی میں چیخ پکار کر رہی تھیں جیسے ہی اس منظر پر آپ کی نظر پڑی' آپ فوری دوڑ کر وہاں پہنچے اور لکڑی سے دو چار ماران سدّیوں کو مارا' چونکہ محلّہ پر حضرت کا کافی اثر تھا۔ سدّیوں نے جوں ہی حضرت کو دیکھا ''حبیب آ گئے'' کہہ کر بھاگنا شروع کیا' آپ نے ٹھہر کر پھر ان ملازمین کو جو بھاگ گئے تھے بلوایا اور خود میانہ کے ساتھ ہو کر اس خاتون کو اس کے گھر پر پہنچا کر واپس لوٹے۔

بیعت وارادت: آپ کے اوائل عمر ہی سے اپنی روحانی قوت کو بڑھانے کا شوق تھا۔ اس کی تکمیل میں آپ نے متعدد بزرگوں کی صحبت اختیار کی لیکن بالآخر آپ کی نظر حضرت مولانا حافظ میر شجاع الدین قبلہ رحمہ اللہ علیہ پر جمی اور آپ سے بیعت منازلِ سلوک طے کئے ۔ آپ کو حضرت ممدوح سے چاروں سلاسل یعنی قادریہ ۔ چشتیہ ۔ نقشبندیہ اور رفاعیہ میں اجازت حاصل تھی ۔ حضرت مولانا صاحب قبلہ آپ کو بے حد چاہتے تھے اور فرمایا کرتے تھے کہ میں نے جو کچھ دینا ہے وہ بادشاہ میاں کو دے دیا ہے اب جس کسی کو ضرورت ہو وہ ان سے رجوع کر سکتا ہے' چنانچہ جب حضرت کے پردہ

فرمانے کا زمانہ قریب آیا' سلسلہ علالت طویل ہوا تو آپ نے حضرت کے دونوں پوتے یعنی حضرت دائم صاحب قبلہ و حضرت قائم صاحب قبلہ علیہما الرحمہ (جن کو تا حال حضرت نے خلافت عطا نہیں فرمائی تھی) کو خود پیش کیا اور عرض کیا کہ حضرت اپنے دستِ مبارک سے ان دونوں کو خلافت سے سرفراز فرمائیں تو مناسب ہے تو حضرت نے فرمایا کہ بادشاہ میاں یہ دونوں ابھی چھوٹے ہیں ان کے سلوک کی تکمیل باقی ہے' میں نے تم کو سب کچھ بتا دیا ہے تم اس کی تکمیل کے بعد ان کو دے سکتے ہو۔ اس پر حضرت نے پھر بہ اصرار تمام عرض کیا تو آپ کی خواہش پر حضرت نے اپنے دستِ مبارک سے بڑے پوتے کو عمامہ سے سرفراز فرمایا اور چھوٹے پوتے کو لنگ باندھی۔

آپ اپنے پیر کے عاشق تھے اور حضرت بھی آپ کو بے حد عزیز رکھتے تھے۔ آپ نے بڑی بڑی ریاضتیں بھی کیں' کئی کئی روز صرف پاؤ سیر دودھ پر آپ نے بسر کی۔ کئی چلّے بھی مختلف مقامات پر کیے۔ شریعتِ مطہرہ کے سختی سے پابند تھے' سنتِ نبوی ؐ کی اتباع کا بے حد خیال رکھتے اور سب کو تعلیم بھی یہی دیا کرتے کہ ہمیشہ پیروی سنتِ نبوی ؐ کا خیال رکھو ؎

خلافِ شریعت کسے رہ گزید
کہ ہرگز بہ منزل نہ خواہد رسید

اس مقام پر یہ صراحت ضرورت معلوم ہوتی ہے کہ بندہ کو جب قربِ خداوندی کا شوق ہوتا ہے اور اسی ذوقِ کی تکمیل میں عُزلت پسندی اختیار کی جاتی ہے جس کے نتائج میں چلّہ کشی اختیار کی جاتی ہے جیسا کہ حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرت پاک میں اس کا اظہار فرمایا گیا ہے کہ وہ محبوب رب العالمین ارواحنا فداہ' جن کی شان میں لولاک لما خلقت الافلاک فرمایا گیا ہے۔ یوں تو ہر نبی تخلیق نبی ہے مگر سرور دوعالم صلی اللہ علیہ وسلم تکوینی نبی ہیں یعنی اس وقت سے آپ نبی ہیں جب کہ آدم کا خمیر

فرمانے کا زمانہ قریب آیا، سلسلہ علالت طویل ہوا تو آپ نے حضرت کے دونوں پوتے یعنی حضرت دائم صاحب قبلہ و حضرت قائم صاحب قبلہ علیہما الرحمہ (جن کو تا حال حضرت نے خلافت عطا نہیں فرمائی تھی) کو خود پیش کیا اور عرض کیا کہ حضرت اپنے دستِ مبارک سے ان دونوں کو خلافت سے سرفراز فرمائیں تو مناسب ہے تو حضرت نے فرمایا کہ بادشاہ میاں یہ دونوں ابھی چھوٹے ہیں ان کے سلوک کی تکمیل باقی ہے، میں نے تم کو سب کچھ بتا دیا ہے تم اس کی تکمیل کے بعد ان کو دے سکتے ہو۔ اس پر حضرت نے پھر بہ اصرار تمام عرض کیا تو آپ کی خواہش پر حضرت نے اپنے دستِ مبارک سے بڑے پوتے کو عمامہ سے سرفراز فرمایا اور چھوٹے پوتے کو لنگ باندھی۔

آپ اپنے پیر کے عاشق تھے اور حضرت بھی آپ کو بے حد عزیز رکھتے تھے۔ آپ نے بڑی بڑی ریاضتیں بھی کیں، کئی کئی روز صرف پاؤ سیر دودھ پر آپ نے بسر کی۔ کئی چلّے بھی مختلف مقامات پر کئے۔ شریعتِ مطہرہ کے سختی سے پابند تھے، سنتِ نبویؐ کی اتباع کا بے حد خیال رکھتے اور سب کو تعلیم بھی یہی دیا کرتے کہ ہمیشہ پیروی سنتِ نبویؐ کا خیال رکھو ؎

خلافِ شریعت کسے رہ گزید
کہ ہرگز بہ منزل نہ خواہد رسید

اس مقام پر یہ صراحت ضرورت معلوم ہوتی ہے کہ بندہ کو جب قربِ خداوندی کا شوق ہوتا ہے اور اسی ذوقِ کی تکمیل میں عُزلت پسندی اختیار کی جاتی ہے جس کے نتائج میں چلّہ کشی اختیار کی جاتی ہے جیسا کہ حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرت پاک میں اس کا اظہار فرمایا گیا ہے کہ وہ محبوب رب العالمین ارواحنا فداہ، جن کی شان میں لولاک لما خلقت الا فلاک فرمایا گیا ہے۔ یوں تو ہر نبی تخلیق نبی ہے مگر سرور دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم تکوینی نبی ہیں یعنی اس وقت سے آپ نبی ہیں جب کہ آدم کا خمیر

گوندھا جارہا تھا جس پر کنت بنیاد آدم بین الماء والطین شاہد ہے یا باایں ہمہ جب مقصودِ تخلیق کائنات پر محبت مستولی ہوتی ہے تو غارِ حرا میں آٹھ آٹھ روز تک قیام فرمایا جاتا ہے، توشہ ساتھ رکھ لیا جاتا ہے۔ ظاہر ہے کہ آٹھ روز تک خراب نہ ہونے والا توشہ ترکِ حیوانات کے سوا کیا ہوسکتا ہے، بہرحال یہ تعلیم کا عملی نمونہ تھا جو وابستگان دامن کے لئے پیش فرمایا گیا، ورنہ اس محبوب رب العٰلمین کو اس کی کیا ضرورت تھی۔ فقرا کی چلّہ کشی کا یہی ماخذ ہے اور یہ چلّہ کشی محض صلاحیت قبول انوارِ الٰہی کو اجاگر کرنے کے لئے ہوتی ہے ورنہ سرفراز کرنے والا ہاتھ اس چلّہ کشی کا محتاج نہیں ہے۔ پھر اس میں بھی حالات مختلف کیفیات جدا ہیں۔ عالی مرتبت ہستیوں کے مجاہدات بھی اعلیٰ ہیں جن کی مثال مشکل سے ملتی ہے۔ جو ہستی جس قدر علو مرتبت کی حامل ہو اس کے مجاہدات بھی اسی قدر بلند ہیں جس پر حضورِ غوثِ پاکؒ کے مشاہدات شاہد ہیں کہ آج تک ان کے مجاہدات کی نقل بھی دوسرا کرنے سے قاصر رہا ؎

جو بات تجھ میں ہے بخدا اور میں نہیں
یہ شان یہ بھپن یہ ادا اور میں نہیں

تعمیر مسجد: آپ نے ایک روز خواب دیکھا کہ عبداللہ علی جمعدار کے مکان شرقی جانب اپنے مکان قریب زمین سے آسمان تک ایک نورانی ستون کھڑا ہوا ہے صبح کو بیدار ہوتے ہی آپ نے فرمایا کہ اس خواب کی تعبیر یہ ہے کہ "ہماری اولاد کا نور شہرۂ آفاق ہوگا"

بعد میں اس خواب کو حضرت نے عبداللہ بن علی جمعدار مرحوم سے (جو آپ کے بے حد معتقد تھے) بیان فرمایا تو جمعدار نے اس کی تعبیر یہ سمجھی کہ وہاں مسجد تعمیر کروانا چاہئے۔ آپ نے جمعدار کی اس تحریک سے اتفاق فرمایا اور اپنے چھ سات چھوٹے سفالی جو مکانات تھے اور جن کا کرایہ وصول ہوتا تھا۔ آپ نے اس مسجد کی تعمیر کے لئے

دیئے۔ جمعدار مرحوم نے ان بیوتات کو توڑ کر اس زمین پر مسجد کی تعمیر کرائی اور اس کا نام ''مسجد النور'' رکھا گیا' اب بھی یہی نام اس کے کتبہ میں موجود ہے۔ اس مسجد کی تعمیر ۱۲۷۲ھ میں تکمیل پائی آپ ہی اس کے متولی تھے اور آج تک اس کی تولیت آپ کے خاندان میں چلی آ رہی ہے۔ ایک روز آپ نے اپنے مریدین سے فرمایا کہ عبداللہ بن علی جمعدار سے جو خواب میں نے بیان کیا تھا وہ خداوند عالم کے انوار و رحمتوں کا نزول تھا جس سے ہم سرفراز ہیں اور انشاء اللہ المستعان ہماری اولاد بھی رہے گی۔ ہمارے اور ہماری اولاد کے فیوض سے سرزمین دکن روشن ہو جائے گی اس کا انکشاف پروردگار عالم نے اپنی نوعیت سے خواب میں فرمایا تھا اس لئے میں نے اس کی تردید مناسب نہ سمجھی۔

پیشین گوئی: ایک مرتبہ رات کا وقت ہے گرما کا موسم ہے چاندنی چٹک پڑی ہے۔ آپ اپنے مکان کی چاندنی پر کھڑے ہوئے شمال کی جانب جدھر آپ کا مزار پُر انوار ہے ملاحظہ فرما رہے تھے اس مقام پر پہلے آپ ہی کے علاقہ کے چھوٹے چھوٹے بیوتات تھے' آپ کے محلِ مبارک بھی آپ کے ساتھ تھیں اس رخ بار بار دیکھتے ہوئے مسکرانے لگے تو آپ کے محل میں استفسار فرمایا کہ کیا بات ہے جو آپ بار بار ادھر دیکھ کر مسکرا رہے ہیں فرمایا کہ مجھے ایسا محسوس ہوتا ہے کہ اس مقام کی جانب (جہاں اب آپ کا مزار شریف ہے) اشارہ کر کے فرمایا کہ ایک زمانہ آئے گا کہ بڑے بڑے لوگ اس جگہ سر جھکائیں گے۔''

آج آپ کے سلسلے کی اتنی وسعت ہوئی کہ بڑے بڑے لوگ یہاں حاضر ہو کر قدمبوسی کا شرف حاصل کرنا اپنے لئے باعث سعادت سمجھ رہے ہیں۔ یہی وہ مقام ہے جس کا نور پہلے خواب میں بھی دکھایا گیا ہے۔ سچ ہے جو اُس کی یاد اور اس کے خیال میں اپنی پوری زندگی بسر کر دیتے ہیں جن سے متعلق قرآنِ مجید میں الذین یذکرون

اللّٰہ قیاماً و قعوداً و علیٰ جنوبھم کے الفاظ سے تعریف فرمائی گئی ہے تو وہ مظہر ذات بن کر چمک اٹھتے ہیں۔ بمصداق اس کے ؎

یار تیرا ہے تو پھر تیری ہے ساری کائنات
سب کو اپنا کرنے والے اس کو اپنا کرکے دیکھ

اس درس کا عملی نمونہ ان کی پاک زندگی سے ملتا ہے' سب کو چھوڑ کر جب اس سے اِن پاک ہستیوں نے اپنا تعلق جوڑا تو کائنات ان کے پیچھے دوڑنے لگی ؎

سب کا مرجع بن گیا ہے سب کو ٹھکرانے کے بعد
زندگی پائی کسی نے تم پہ مرجانے کے بعد

حج وزیارت: آپ نے بارہ یا تیرہ مرتبہ حج وزیارت کا شرف حاصل فرمایا۔ ایک مرتبہ مع زنانہ بھی تشریف لے گئے' چنانچہ آپ کے ایک صاحب زادہ حضرت سید محمد مکی رحمہ اللہ علیہ مکہ معظّمہ ہی میں تولد ہوئے' اسی لئے آپ کا عرف ''مکی میاں'' تھا۔

یہ زمانہ ہے جب کہ سفر کی یہ سہولتیں جو آج ہیں' میسر نہ تھیں' مہینوں میں سفر طے ہوتا اور راستہ کٹھن منزلوں سے طے ہوتا تھا صرف سمندری سفر ہی دشوار گزار نہیں' بلکہ بری سفر بھی بے حد صبر آزما ہوتا تھا۔ جان' مال' عزت وآبرو سب ہی کو خطرہ میں ڈال کر سرفروشانِ توحید و پروانہ ہائے شمع رسالت ﷺ چل پڑے ہوتے۔

آپنے عرصہ تک مدینہ طیبہ میں قیام فرمایا اسی لئے آپ مروجہ بول چال کی زبان بے حد فصیح اور بے تکلف استعمال کرتے تھے۔ آپ کا ارادہ ہجرت کا بھی ہوگیا تھا مگر ابھی اس بارے میں قطعیت نہ ہوئی تھی کہ ایک رات آپ نے خواب دیکھا کہ

جنت البقیع کی قبور کو کھود کر نعشوں کو منتقل کیا جا رہا ہے یعنی بعض نعش یہاں کے دوسرے مقام پر منتقل اور بعض دوسرے مقام کے یہاں لائے جا رہے ہیں۔ آپ نے حیران ہو کر دریافت کیا تو جواب ملا کہ وہ لوگ جو یہاں رہتے تھے مگر اُن کے قلوب دوسرے مقام سے متعلق تھے ایسے اشخاص کو ان کا قلبی تعلق جہاں سے تھا وہاں بھیج دیا جا رہا ہے اور جو باہر دوسرے مقامات پر رہتے تھے مگر ان کے قلوب یہاں سے متعلق تھے ان کے لئے حکم ہوا ہے کہ ان کو یہاں منتقل کر لیا جائے اس لئے یہ منتقلی ہو رہی ہے۔ آپ جب خواب سے بیدار ہوئے تو اس کے بعد ہجرت کے ارادہ کو فسخ فرما دیا اور فرمایا کہ کیا معلوم میں یہاں کی مستقل سکونت اختیار کر لوں اور خدانخواستہ وطن یا اہل وطن کا خیال ستائے اور اسی عالم میں مر جاؤں تو میری نعش بھی یہاں سے وہاں بھیج دی جائے گی لہٰذا میں اپنے وطن میں ہی رہ کر سرکارؐ کے خیال میں تڑپتا رہوں تو بہتر ہے تا کہ میں جہاں بھی مرو ں میری نعش وہاں سے یہاں منتقل ہو جائے۔ اسی حبِّ نبویؐ کے تحت آپ نے کئی بار ارضِ مقدس کا سفر فرمایا جیسا کہ کسی نے خواب کہا ہے ؎

مدینہ جاؤں پھر آؤں دوبارہ پھر جاؤں
تمام عمر اسی میں تمام ہو جائے

آپ کی للّٰہیت اور علم و فضل کی وجہ اہلِ حرمین پر بھی آپ کا کافی اثر تھا اور سب آپ کا احترام کرتے اور آپ کے علم و فضل کے قائل تھے اس سلسلے میں آپ کے کتب خانہ سے ایک رسالہ قلمی جوندا اور استمداد سے متعلق بہ شکل فتویٰ آپ نے مرتب فرمایا تھا، برآمد ہوا ہے، جس پر حرمین کے مشہور و ممتاز علماء کی رائیں بھی درج ہیں۔ اس موقع پر ناظرین کرام کے استفادہ کی غرض سے ہم اس رسالہ کو جو بزبان عربی ہے مع ترجمہ شائع

کرر ہے ہیں۔ جس سے نہ صرف آپ کے علمی تبحر بلکہ اہلِ حرمین پر آپ کے اثر و نفوذ کا بھی اندازہ ہوتا ہے۔ مگر افسوس ہے کہ اس رسالہ پر کہیں سنہ اور تاریخ درج نہیں ہے جس کی وجہ زمانہ کا تعین مشکل ہے۔

امتدادِ زمانہ کی وجہ اس سلسلہ میں مزید واقعات کا علم نہ ہوسکا جس کا افسوس ہے۔

قومی خدمات: آپ کے زمانے میں دکن میں عربوں میں حبشیوں کی کثرت تھی کیونکہ شاہانِ سلف کو انھیں فوج میں ملازم رکھنے کا بے حد شوق تھا۔ اس زمانے کے جمعدارانِ عروب میں سب سے بڑے جمعدار عبداللہ بن علی مدبر جنگ مشہور گزرے ہیں۔ عبداللہ بن علی مدبر جنگ مرحوم جو قبیلہ عون کے بڑے سرداروں میں سے تھے اس وقت ان کے ماتحتین و متعلقین کی صحیح تعداد کا علم مشکل ہے۔ بعض بارہ ہزار بعض اٹھارہ ہزار بیان کرتے ہیں۔ یہ محلّہ قاضی پورہ ہی میں حضرت کے مکان کے جانبِ غرب رہتے تھے' ان کے ماتحتین تمام محلّہ میں پھیلے ہوئے تھے۔ ان کے علاقے کا قہوہ خانہ جوان کی دیوڑھی کے روبرو تھا' بیان کیا جاتا ہے کہ اس میں روزانہ دو عرب مسلح رہا کرتے تھے۔ شمالی جانب خاندان پنچ بھیّہ کی اولاد مقیم تھی۔ یہ بھی بڑے بہادر اور جاں باز سپاہی تھے جن کی اخلاقی جرأت کا ایک واقعہ نمونۃً ہدیہ ناظرین کیا جاتا ہے۔ بیان کیا جاتا ہے کہ محلّہ چوکِ اسپاں روبرو شاہی محل میں ان بہادرانِ دکن کے بیوتات تھے' ایک دفعہ بادشاہِ وقت عماری پر سوار تھے۔ شاہی سواری محل کو جارہی تھی جب ان کے بیوتات کے قریب سواری شاہانہ پہنچی تو یہ تمام اپنے مکانات سے نکل کر صف باندھے سامنے کھڑے ہوگئے' بادشاہِ وقت نے حیران ہوکر دریافت فرمایا' تو جواب دیا کہ "بھائی صاحب! ہمارے مکانات چھوٹے چھوٹے ہیں آپ عماری پر سوار ہوکر ہمارے مکانات کے سامنے سے گزریں تو ہمارے زنانے کی بے پردگی۔" بادشاہِ وقت نے ان کے اس

کررہے ہیں۔جس سے نہ صرف آپ کے علمی تبحر بلکہ اہلِ حرمین پر آپ کے اثر ونفوذ کا بھی اندازہ ہوتا ہے۔مگر افسوس ہے کہ اس رسالہ پر کہیں سنہ اور تاریخ درج نہیں ہے جس کی وجہ زمانہ کا تعین مشکل ہے۔

امتدادِ زمانہ کی وجہ اس سلسلہ میں مزید واقعات کا علم نہ ہوسکا جس کا افسوس ہے۔

قومی خدمات: آپ کے زمانے میں دکن میں عربوں میں حبشیوں کی کثرت تھی کیونکہ شاہانِ سلف کو انھیں فوج میں ملازم رکھنے کا بے حد شوق تھا۔اس زمانے کے جمعدارانِ عروب میں سب سے بڑے جمعدار عبداللہ بن علی مدبر جنگ مشہور گزرے ہیں۔ عبداللہ بن علی مدبر جنگ مرحوم جو قبیلہ عون کے بڑے سرداروں میں سے تھے اس وقت ان کے ماتحتین و متعلقین کی صحیح تعداد کا علم مشکل ہے۔بعض بارہ ہزار بعض اٹھارہ ہزار بیان کرتے ہیں۔ یہ محلّہ قاضی پورہ ہی میں حضرت کے مکان کے جانبِ غرب رہتے تھے' ان کے ماتحتین تمام محلّہ میں پھیلے ہوئے تھے۔ان کے علاقے کا قہوہ خانہ جوان کی دیوڑھی کے روبرو تھا' بیان کیا جاتا ہے کہ اس میں روزانہ دو عرب مسلح رہا کرتے تھے۔ شمالی جانب خاندان پنچ بھیّہ کی اولاد مقیم تھی۔ یہ بھی بڑے بہادر اور جاں باز سپاہی تھے جن کی اخلاقی جرأت کا ایک واقعہ نمونۃً ہدیہ ناظرین کیا جاتا ہے۔ بیان کیا جاتا ہے کہ محلّہ چوکِ اسپاں روبرو شاہی محل میں ان بہادرانِ دکن کے بیوتات تھے' ایک دفعہ بادشاہِ وقت عماری پر سوار تھے۔شاہی سواری محل کو جارہی تھی جب ان کے بیوتات کے قریب سواری شاہانہ پہنچی تو یہ تمام اپنے مکانات سے نکل کر صف باندھے سامنے کھڑے ہوگئے' بادشاہِ وقت نے حیران ہوکر دریافت فرمایا' تو جواب دیا کہ ''بھائی صاحب! ہمارے مکانات چھوٹے چھوٹے ہیں آپ عماری پر سوار ہوکر ہمارے مکانات کے سامنے سے گزریں تو ہمارے زنانے کی بے پردگی۔'' بادشاہِ وقت نے ان کے اس

واجبی عذر کو تسلیم کر کے ہاتھی کو کھڑا کیا اور عماری سے اُتر گئے ان کے مکانات ختم ہونے تک پیدل راستہ طے کیا اور اس کے بعد پھر سوار ہوئے کیونکہ شاہانِ وقت ان بہادروں کی بے حد قدر کرتے اور ان کو عزت کی نگاہ سے دیکھا کرتے تھے۔

حضرت کے مکان کی جانبِ غرب سکھ قوم کی آبادی ترقی کر گئی تھی' چنانچہ کوچہ گرونانک آج تک بھی مشہور ہے۔ اس طرح محلہ قاضی پورہ تمام جنگجو بہادروں کا مرکز بنا ہوا تھا' ان بہادرانِ وطن میں کبھی کسی بات پر حجت و تکرار ہو جاتی تو پورا شہر خطرہ میں ہو جاتا تھا۔ ہر ایسی نازک صورت میں عوام کی نظر انتخاب آپ پر پڑتی اور آپ ہی حکم بن کر فساد کو رفع دفع فرماتے۔ چنانچہ آپ کے زمانے میں عربوں اور سکھوں میں جو شدید جھگڑا ہوا تھا اس کے ارتفاع میں بھی آپ کا اثر و نفوذ کارفرما رہا' کیونکہ آپ سب کی نظر میں واجب التعظیم تھے اور سب پر کافی اثر بھی تھا' بالخصوص عرب اور خاندانِ پنچ بھیّہ کے افراد تو آپ سے بے حد عقیدت بھی رکھتے تھے۔ عبداللہ بن علی مدبّر جنگ کو تو آپ سے خاص عقیدت تھی اگرچہ وہ آپ سے بیعت نہ تھے مگر مریدین سے کچھ کم ان کو تعلق نہ تھا۔ جمعدار مرحوم کے ربط کا یہ عالم تھا کہ ہر معاملہ میں آپ سے رجوع کرتے اور ہدایت کے طالب ہوتے۔

عبداللہ بن علی مرحوم کے زمانے میں مسجد قوت الاسلام کی جو تعمیر ہوئی اس کا سنگ بنیاد بھی آپ ہی سے رکھوایا گیا اور سب سے پہلے آپ ہی نے نماز پڑھا کر اس کا افتتاح فرمایا اس مسجد کی تعمیر کا مادہ تاریخ ''خانۂ خدا'' سے برآمد ہوتا ہے۔

کشف و کرامات : آپ کے کشف و کرامات کے متعدد واقعات مشہور ہیں جن کو طوالت کے خیال سے نظر انداز کر کے صرف ایک واقعہ جو متعدد اصحاب سے مروی ہے یعنی تواتر کی صورت رکھتا ہے پیش کیا جاتا ہے۔

آپ کا خوراک بہت کم تھا اور بالعموم دو وقت کھانا تناول فرماتے تھے لیکن ماہ ربیع الثانی میں بعض دفعہ ایسا بھی ہوا کہ ایک روز میں آپ کو بیس بائیس دعوتوں میں جانے کا موقع ملا کیونکہ کے آپ کے مریدین کثرت سے تھے اور یہ نیاز شریف سال میں ایک مرتبہ بڑے اہتمام سے کی جاتی ہے اور مریدین کا خیال یہ ہوتا ہے کہ مرشد تشریف لائیں مگر مرشد کسی وجہ سے شرکت نہ کر سکیں تو ان کو اس کا سال تمام قلق رہتا ہے اس لئے آپ نے ہر جگہ کھانے میں شرکت فرمائی اور حیرت کی بات یہ ہے کہ سب سے پہلی دعوت میں آپ نے جس قدر کھانا تناول فرمایا' سب سے آخری دعوت میں بھی اسی قدر کھانا تناول فرمایا۔ جس کی وجہ سے ہر مرید کو یہ خیال ہوا کہ شاید حضرت نے پہلی مرتبہ میرے ہی پاس کھانا تناول فرمایا ہے۔

آپ کے محل محترمہ: آپ کی شادی حضرت سید عبداللہ شہیدؒ کی صاحبزادی حضرت عوض بیگمؒ سے (جو حضرت میر شجاع الدین حسین قبلہؒ کی پوتی تھیں) اپنے والد ماجد حضرت سید حیدر علیؒ کے زمانۂ حیات میں ہوئی۔ حضرت سید عبداللہ شہیدؒ کی دو بی بییاں تھیں۔ پہلی بی بی حضرت حافظہ لطف النساء بیگم نواب قادر نواز خاں علیہ الرحمہ کی (جو مشہور خاندان صدیقیہ کے فرزند اور جید عالم و محدث ہونے کے علاوہ ریاست حیدرآباد کے جلیل القدر عہدۂ صدر الصدوری پر بھی فائز تھے) صاحبزادی تھیں' ان کے بطن سے صرف ایک ہی صاحبزادی حضرت عوض بیگم اور دوسرے کے بطن سے دوسری اولاد ہے۔

حضرت عوض بیگم کمسن تھیں کہ والدہ اور والدِ ماجد حضرت عبداللہ شہیدؒ نے رحلت فرمائی اس لئے حضرت عوض بیگم اپنے جدِ امجد مولانا میر شجاع الدین حسین قبلہ کے زیر سرپرستی اپنی حقیقی پھوپی حضرت صاحبزادی بیگمؒ کے زیر نگرانی' پرورش اور شادی ہوئی۔

آپ کی شادی کے سلسلے میں بیان کیا جاتا ہے کہ جس وقت آپ کا پیام حضرت مولانا صاحب قبلہؒ کے پاس بھیجا گیا تو حضرت ممدوح نے جواباً کہلایا کہ آپ امیر ہیں میں

فقیر ہوں اس لئے میرے پاس جو پیام بھیجا گیا وہ مکرر غور کے قابل ہے۔ اس پر حضرت سید حیدر علی حسینی علیہ الرحمہ نے کہلایا کہ کیا پہلے سے آپ کی قرابت نہیں ہے جس کے بعد اس پیام کو حضرت نے منظور فرمایا اور شادی ہوئی۔ شادی کے بعد حضرت مولانا قبلہ اپنے داماد حضرت بادشاہ میاں قبلہؒ کو بے حد عزیز رکھتے تھے۔

حضرت عوض بیگم قبلہ بھی بہت نیک' فریس' ہمدرد تھیں۔ طبیعت میں عجز و انکسار بھی بہت تھا۔ مریدین و معتقدین کا بھی بے حد خیال رکھتی تھیں اور ہر ایک کی حتی الامکان مدد فرماتیں۔ آپ کے حالات میں بیان کیا جاتا ہے کہ ربیعین کی مجالس میں مریدین و معتقدین کا اجتماع ہوتا اور بالعموم مستورات بارہ یا گیارہ روز ٹھہر جاتیں۔ رات کے وقت جب سب سو جاتیں' آپ چپکے سے نکل کر تمام دورہ کرتیں اگر کسی کے پاس اوڑھنے کو نہ ہوتا تو اپنے پاس سے انتظام فرماتیں' اکثر پچھلی رات کو تہجد کی نماز سے فارغ ہو کر سب کو ایک نظر ضرور دیکھا کرتیں۔ کسی کے چھوٹے شیر خوار بچے پیشاب پیخانہ کر کے پڑے رہتے اور ماں غفلت کی نیند میں ہوتی تو آپ اپنے ہاتھ سے بچوں کے کپڑے بدل دیتے' کوئی بچہ صحن مکان میں کسی جا غلاظت کر دیتا تو اس کو ہاتھ سے خود صاف کر دیا کرتیں۔ بعض دفعہ ایسا بھی ہوا کہ کسی کی نظر پڑ گئی اور اس نے انتہائی ندامت سے کہا کہ پیرانی بی قبلہ آپ کیوں زحمت فرما رہی ہیں کیا ہم آپ کے خادم موجود نہیں تو فرمایا کرتیں ''تم سب ہمارے بچے اور مہمان ہو اگر میں نے صفائی کر دی تو اس میں کیا برائی ہے۔'' غریب بوڑھی عورتوں کا سب سے زیادہ خیال رکھا کرتیں اور ان کے خورد نوش کا خاص اہتمام فرماتیں۔ آپ کو اولاد کثیر ہوئی مگر چار صاحبزادے اور ایک صاحبزادی آپ کے انتقال کے وقت موجود تھے جن کی مختصر سی صراحت درج ذیل ہے۔ اس طرح آپ نے حضرت کے انتقال کے گیارہ سال بعد ۱۲۹۷ھ میں داعی اجل کو لبیک فرمایا۔ مادۂ تاریخ ''یا غفور'' سے نکلتا ہے۔

تذکرۂ اولاد: اولاد کا نیک بخت‘ سعادت مند‘ لایق ہونا بھی قدرت کی جانب سے ایک نعمت ہے۔ حضرت کے دیوان میں ایک شعر ہے جس میں بارگاہِ رسالت مآب صلعم میں آپ نے معروضہ کیا ہے ؎

دونوں عالم میں اے خدا کے حبیب
خوش مجھے آپ دم بہ دم کرنا

مستجاب آمد مدعائے عاشقاں یہ معروضہ قبول بارگاہ ہوا‘ اور اس طرح آپ کی اولاد میں خداوند عالم نے ایسی پاک ہستیوں کا ظہور کیا کہ یہ شموسِ دکن کہلانے کے مستحق ہیں جو نہ صرف علم ظاہری سے مالا مال ہوئے بلکہ بہ لحاظ زہد وتقویٰ اور اتباعِ سنتِ نبوی صلعم میں بھی مشہور ہوئے اور ہزاروں بندگانِ خدا نے ان کی فیضِ صحبت سے استفادہ کیا اور یہ سلسلہ نہ صرف آپ کی اولاد میں بلکہ آل میں بھی جاری رہا اور آج تک جاری ہے۔ ہر زمانہ میں آپ کی آل واولاد سے ممتاز ہستیوں کا ظہور ہوا اور ہوتا جا رہا ہے۔ **اللّٰھُمَّ زد فزد .**

آپ کے آبا واجداد کو فنون سپہ گری سے بھی دلچسپی رہی ہے۔ اس لئے آپ کی اولاد میں چند خصوصیات یعنی علوم ظاہری و باطنی سے شغف (آپ کی اولاد میں شاذ ہی ایسے ملیں گے جن کے پاس علمی کوئی سند نہ ہو‘ اسی طرح اکثر متقی‘ پرہیز گار‘ صاحبِ دل گزرے ہیں) خطاطی‘ آپ کی اولاد میں سب کو اس میں کچھ نہ کچھ دخل ضرور رہا بلکہ اکثر حضرات باقاعدہ خوشنویس تھے‘ جن کے قطعات بھی اس وقت تک موجود ہیں۔ سب کو فنون سپہ گری سے دلچسپی رہی یعنی بنوٹ۔ پھری گدگا۔ لٹھ۔ تلوار۔ نشانہ اندازی۔ کشتی کا ذوق رہا۔ شعر وسخن سے بھی تقریباً سب کو خاص لگاؤ رہا اور اکثر حضرات کا کلام فن شاعری کے لحاظ سے بھی ممتاز ہے‘ توکل واستغناء یہ بھی آپ کی آل واولاد میں بالعموم نمایاں ہے۔ اب مختصر آپ کی اولاد آل سے متعلق اسماء کی صراحت کے ساتھ حالات پیش کریں گے۔

تفصیلات کی تو نہ اس وقت گنجائش ہے، نہ وقت ساتھ دیتا ہے۔ اگر تفصیلات میں جائیں تو ہر ایک کے حالات ایک مستقل کتاب کی صورت اختیار کر سکتے ہیں۔

(۱) خواجہ بیکس نواز حضرت سیدی خواجہ سید محمد صدیق محبوب اللہ المعروف بہ خواجہ میاں صاحب قدس سرہ۔

آپ کے سب سے بڑے صاحبزادے حضرت سید خواجہ محمد صدیق حسینی قدس سرہ ہیں جو آپ کے بعد آپ کے جانشین مقرر ہوئے۔

آپ کا نام سید محمد صدیق علی حسینی عرف خواجہ میاں، عام طور پر خواجہ بیکس نواز سے مشہور ہیں تخلص خلق فرماتے تھے۔ آپ ۲۹ر شعبان المعظم ۱۲۶۳ھ میں پیدا ہوئے۔ مادۂ تاریخ ولادت ''چراغِ ہند'' سے نکلتا ہے۔

یہ بڑے پایہ کے بزرگ گزرے ہیں۔ آپ کی عظمت و شان کا اظہار اس وقعہ سے ہوتا ہے جو آپ کی ولادتِ باسعادت سے قبل زمانہ حمل میں آپ کی والدۂ ماجدہ کو خواب میں دکھایا گیا۔ آپ کی والدۂ ماجدہ فرماتی ہیں کہ جھولے میں ایک لڑکا ہے جس کی ڈوری سیدہ النساء العالمین علیہا وعلیٰ ابیہا الصلوٰۃ والسلام کے دستِ مبارک میں ہے۔ اس ڈوری کو آپ ہلا رہی ہیں۔ آپ کی والدہ ماجدہ فرماتی ہیں کہ مجھے دیکھ کر حضرت سیدہؓ نے بلایا اس جھولے کی ڈوری میرے ہاتھ میں دی اور ارشاد فرمایا کہ ''یہ ہمارا بچہ ہے اس کی چند روز خدمت کر کے ہمارے پاس چلی آؤ۔'' اس حکم کی تعمیل میں جھولے کی ڈوری آپ لے کر جھولا جھلانے لگیں۔ جب آپ خواب سے بیدار ہوئیں تو مسرت سے اپنا خواب اپنے شوہر سے عرض کیا۔ حضرت نے فرمایا کہ اس خواب کی تعبیر یہ ہے کہ تم کو لڑکا ہوگا جس کی ڈوری سیدہؓ نے تمہیں سرفراز فرمائی ہے اور ہم اس بچہ کی خدمت پر مامور کئے گئے ہیں۔

آپ کی ولادت باسعادت کے وقت دردزہ سے قبل ہی آپ کے نانا حضرت

قطب الہند علامہ میر شجاع الدین حسین قبلہ قدس سرہٗ اپنی پوتی کے گھر آنیوالے پرپوتے کی پذیرائی کے لئے تشریف لا چکے تھے' ولادت کے بعد اپنے قرۃ العین لختِ جگر کو گود میں لیا آنکھوں کو بوسہ دے کر اپنی پوتی سے انتہائی مسرت کے ساتھ فرمایا کہ "اماں! یہ بچہ بڑی شان والا ہوگا۔"

ان ہی واقعات کی بناء پر آپ کی والدہ ماجدہ آپ کا بے حد ادب فرماتی تھیں۔ جب آپ باہر سے اندر تشریف لاتے تو سروقد اُٹھ کر تعظیم فرماتیں اور فرمایا کرتیں کہ یہ وہی بچہ ہے جس کی نگہبانی کے لئے سیدہ نے مجھے مقرر فرمایا ہے۔ چنانچہ جب آپ اپنے والد ماجد کے جانشین ہوئے تو آپ اپنے والد ماجد کے جانشین ہوئے تو آپ کی والدہ ماجدہ نے آپ کے دست مبارک پر تبرکاً تجدید بیعت کی حالانکہ اس سے پہلے آپ اپنے جدِ امجد حضرت مولانا میر شجاع الدین حسین قبلہ قدس سرہٗ سے بیعت تھیں۔

حضرت خواجہ میاں قبلہ قدس سرہٗ بڑے مشہور بزرگ اور حیدر آباد کے ممتاز افراد میں شمار کئے جاتے ہیں۔ آپ کے کشف و کرامات کے بہت سے واقعات مشہور ہیں۔ آج تک بھی آپ کے کرامات کا سلسلہ جاری ہے' چنانچہ سب سے زیادہ جو مشہور عام ہے وہ یہ کہ اپنی ہر پریشانی ونقصان کی صورت میں اپنے مقدمات ومقاصد کو لوگ آپ کے نام پر بیچ دیتے ہیں اور کوئی مقصد یا مشکل ایسی نہیں جو حل نہ ہو یا مراد بر نہ آئے۔ اس کا طریقہ یہ ہے کہ جس پریشانی کا سامنا ہو اس پریشانی کو رقم کے تعین کے ساتھ فاتحہ گزران کر یہ عرض کردیں کہ 'میں نے اپنا فلاں کام اتنی رقم میں آپ کے ہاتھ بیچ دیا ہے' جب مقصد بر آئے تو اس مجوزہ رقم کو حضرت کی فاتحہ میں لا کر شریک کردیں۔ اس بیع میں کبھی ایسا نہ ہوا کہ خالی پھرنا پڑے' روزانہ صبح وشام تک بلالحاظ مذہب وملّت سب آتے اور اپنے دامن مقصود کو بھر لے جاتے ہیں۔

آپ بے حد ہمدرد، رحمدل، سخی تھے۔ آپ کے زمانۂ حیات میں کوئی سائل آپ کے پاس سے خالی نہ پھرا، آج بھی سخاوت کا دریا بہہ رہا ہے کوئی سائل اس وقت بھی خالی نہیں جاتا بشرطیکہ مطالبہ واجبی ہو، آپ بے حد مرتاض اور اتباعِ سنت نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کے بے حد پابند تھے، خلافِ شریعت کسی بات کو روا نہ رکھتے تھے، آپ کی تعلیمات میں اسی جزو پر بہت زور دیا گیا ہے۔ آپ نے اپنے زمانۂ حیات میں بدعات اور خلافِ شرع شریف رسم ورواج کو بڑی قوت سے روکا اسی لئے آپ ''ناصر السنہ اور قامع البدعۃ'' کے لقب سے یاد کئے جاتے ہیں۔

حضرت کو بذریعہ کشف دربار رسالتِ مآب صلی اللہ علیہ وسلم اور دربارِ غوثیتؓ سے مختلف القاب محبوب اللہ، تاج الاولیا، رحمۃ اللہ، برکت اللہ، ہبۃ اللہ، عبدالقادر ثانی۔ اسی طرح پچیس خطابات سرفراز ہوئے جنھیں آپ کے سلسلے کے اکثر حضرات بطور وظیفہ ورد رکھتے ہیں۔ جس میں عجیب وغریب برکات ہیں ہر اسم ایک خاص کیفیت کا پتہ دیتا ہے۔

آپ نے حضور غوثِ پاکؓ کی تعلیمات کو زندہ کیا۔ آپ کی تعلیمات میں سب سے زیادہ زور احکامِ شرع شریف کی پابندی اور اتباعِ سنتِ نبویؐ پر دیا گیا ہے اس کے بعد آپ نے دوامِ حضور کی تاکید کی اور ہر کام تحتِ امر کیا کرتے، سب کو پابند فرمایا چنانچہ ارشاد ہوا:

> ''جس طرح نوافل میں فرق ہے اسی طرح قربِ نوافل وقربِ فرائض میں بھی فرق ہے۔ اگر کوئی کام استخارۂ قلبی سے کیا جائے تو وہ قربِ فرائض میں داخل ہوگا ورنہ قربِ نوافل میں پس ہر کام میں استخارہ کرلیا کرو۔''

اس ارشادِ مبارک کی توضیح میں اس قدر صراحت ضروری ہے کہ قادری دو قسم کے

آپ بے حد ہمدرد، رحمدل، سخی تھے۔آپ کے زمانۂ حیات میں کوئی سائل آپ کے پاس سے خالی نہ پھرا، آج بھی سخاوت کا دریا بہہ رہا ہے کوئی سائل اس وقت بھی خالی نہیں جاتا بشرطیکہ مطالبہ واجبی ہو، آپ بے حد مرتاض اور اتباعِ سنت نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کے بے حد پابند تھے، خلافِ شریعت کسی بات کو روا نہ رکھتے تھے، آپ کی تعلیمات میں اسی جزو پر بہت زور دیا گیا ہے۔ آپ نے اپنے زمانۂ حیات میں بدعات اور خلافِ شرع شریف رسم و رواج کو بڑی قوت سے روکا اسی لئے آپ ''ناصر السنہ اور قامع البدعۃ'' کے لقب سے یاد کئے جاتے ہیں۔

حضرت کو بذریعہ کشف دربار رسالتِ مآب صلی اللہ علیہ وسلم اور دربارِ غوثیتؒ سے مختلف القاب محبوب اللہ، تاج الاولیا، رحمۃ اللہ، برکت اللہ، ہبۃ اللہ، عبدالقادر ثانی۔اسی طرح پچیس خطابات سرفراز ہوئے جنھیں آپ کے سلسلے کے اکثر حضرات بطور وظیفہ ورد رکھتے ہیں۔ جس میں عجیب و غریب برکات ہیں ہر اسم ایک خاص کیفیت کا پتہ دیتا ہے۔

آپ نے حضور غوثِ پاکؒ کی تعلیمات کو زندہ کیا۔آپ کی تعلیمات میں سب سے زیادہ زور احکامِ شرع شریف کی پابندی اور اتباعِ سنتِ نبویؐ پر دیا گیا ہے اس کے بعد آپ نے دوامِ حضور کی تاکید کی اور ہر کام تحتِ امر کیا کرتے، سب کو پابند فرمایا چنانچہ ارشاد ہوا:

> ''جس طرح نوافل میں فرق ہے اسی طرح قربِ نوافل و قربِ فرائض میں بھی فرق ہے۔اگر کوئی کام استخارۂ قلبی سے کیا جائے تو وہ قربِ فرائض میں داخل ہوگا ورنہ قربِ نوافل میں پس ہر کام میں استخارہ کرلیا کرو۔''

اس ارشادِ مبارک کی توضیح میں اس قدر صراحت ضروری ہے کہ قادری دو قسم کے

ہوتے ہیں ایک وہ جو اپنے مقاصد نسبت عالیہ قادریہ سے حاصل کرتے ہیں۔ ان کا ماخذ فرمانِ غوثیہ ہوتا ہے ان لم یکن مریدی جید فانا جید اگر میرا مرید پکا نہ ہوا تو کیا ہوا' میں تو قوی ہوں لو کشف عورۃ مریدی بالمغرب وانا فی المشرق لسترتہٗ اگر میرا مرید مغرب میں ہو اور میں مشرق میں رہوں اور میرے مرید کا عیب کھل جائے تو میں اس کو ڈھانک دوں گا۔ ایسے لوگ قربِ نوافل کے قادری ہیں۔

دوسرے قسم کے قادری وہ ہیں جو بے حکم کوئی کام نہیں کرتے ان کا ہر فعل تحتِ امرِ الٰہی ہوتا ہے خواہ حکمِ الٰہی معصوم یعنی پیغمبرؑ کے ذریعہ معلوم ہو جو تمام اُمت کا متفق علیہ ہے خواہ بذریعہ الہام وامرِ قلبی یہ لوگ صاحبِ قربِ فرائض ہیں ان کا مرجع حضور غوث پاکؓ کا فرمان واجب الاذعان ہے کن کالمیت فی یدالنسان و کالکرۃ تحت صولجان الفارس و کالولد الرضیع فی حجر ظئرہ یعنی ایسا ہو جیسا مُردہ غسال کے ہاتھ میں' یا گولہ پولو کھیلنے والے شہسوار کے چوگان میں یا شیر خوار بچہ انا کی گود میں۔ ان پر وما ینطق عن الھویٰ ان ھوا لا وحیٌ یوحٰی کا پرتو پڑتا ہے' وہ بے ارادہ رہتے بے مقصد جیتے ہیں ان کا عمل ما فعلت عن امری پر رہتا ہے اور یہ بڑی ہستیاں ہیں۔

زمانہ میں قربِ نوافل کے قادری پھیلے ہوئے تھے' قربِ فرائض کے پابند بہت کم تھے اس قربِ فرائض کی تعلیم کو حضرت نے زندہ کیا لوگوں کو بے ارادہ جینا سکھایا' کسی کے اشارہ پر چلنے کی تعلیم دی۔

کہا جو مرنے کو مر گئے ہم' کہا جو جینے کو جی اٹھے ہم
اب اور کیا چاہتا ہے ظالم' ترے اشاروں پہ چل رہے ہیں

آپ جید عالم تھے' عربی' فارسی میں بے تکلف گفتگو فرماتے۔ زمانۂ قیامِ حجاز میں آپ کے مدینہ طیبہ میں بزبانِ عربی متعدد مواعظ بھی ہوئے جس میں اہل حجاز بے حد شوق سے

شریک رہا کرتے تھے۔

آپ کے تصانیف میں فقہ حنبلی کی ایک کتاب موسوم بہ زادِ آخرت طبع ہو چکی ہے اور متعدد رسائل بھی موجود ہیں جواب تک طبع نہ ہو سکے۔

آپ کو خطاطی میں بھی خاص دخل تھا جس کا آپ کی تحریرات سے پتہ چلتا ہے بعض قطعات بھی ہیں، آپ کو فنِ طب میں بھی خاص دخل تھا۔ ایک کتاب نسخہ جات بھی تحریر فرمائی ہے جو محفوظ ہے۔ آپ کو شاعری سے بھی خاص لگاؤ تھا۔ حضرت فیض علیہ الرحمہ سے تلمذ حاصل تھا، آپ کا کلام قابل دید ہے جو ''افکارِ غیب'' کے نام سے طبع ہو چکا ہے۔

آپ کی سوانح حیات ''گلدستۂ تجلیات'' کے نام سے شائع ہو چکی ہے، جس کسی کو مزید تفصیلات مطلوب ہوں وہ کتاب مذکور ملاحظہ فرما سکتے ہیں۔

آپ ۱۸/ ذی قعدۃ الحرام ۱۳۱۳ھ روز شنبہ کی شب میں یعنی انیسویں شب بوقت سحر اس عالمِ فانی سے عالمِ جاودانی میں انتقال فرمایا اور اپنے والد بزرگوار کے پہلو میں بمقام مسجد النور قاضی پورہ حیدرآباد آرام فرما ہیں۔

آپ کی اولاد میں تین صاحبزادے اور ایک صاحبزادی آپ کے بعد تھے جن کا مختصراً تذکرہ ذیل میں پیش کیا جاتا ہے۔

(۱) سب سے بڑے صاحبزادے حضرت سید عثمان حسینی قبلہ قدس سرہٗ العزیز ہیں جو آپ کے بعد آپ کے جانشین ہوئے۔ آپ ماہ صفر ۱۲۹۰ھ میں تولد ہوئے اور ۱۳/ صفر ۱۳۳۲ھ کو یعنی کل بیالیس سال کی عمر میں وصال فرمایا۔

آپ بھی عربی فارسی میں کافی مہارت رکھتے تھے۔ آپ کے بعض تصانیف بھی ہیں، جن سے آپ کے علم و فضل کا اندازہ لگایا جا سکتا ہے، وعظ بھی فرماتے۔ آپ کی

مجالسِ وعظ میں کثرت سے لوگ رہتے تھے' زمانۂ دراز تک مدینہ طیبہ میں قیام بھی فرمایا جس کی وجہ عربی زبان میں بے تکلف گفتگو فرماتے تھے' آپ کو شاعری سے بھی خاص لگاؤ تھا۔ فائق تخلص فرماتے تھے' آپ کا کلام ''اذکارِ غیب'' کے نام سے طبع ہو چکا ہے۔ طبیعت میں سادگی بہت تھی' آپ ہی نے سب سے پہلے دیسی پارچہ کا رواج دیا اور کھادی پہننا شروع کیا۔ زمانۂ دراز کے بعد سیاسی قائدین نے اس کا استعمال کیا اور اس پر زور دیا۔

بہت مرتاض تھے۔ آپ کے مجاہدات کے بہت سے واقعات مشہور ہیں۔ اتباع سنت نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کے سختی سے پابند تھے۔ آپ ہی نے سب سے پہلے اتباعِ سنتؐ کے تحت نعلین بنوائی اور اس کا رواج دیا۔ اب تو دنیا تمام نعلین استعمال کر رہی ہے۔ پابندی شریعت کا بہت خیال تھا' بے نمازی کے ہاتھ سے کوئی کام لینا نہیں چاہتے تھے۔ آپ کے مریدین بھی کثرت سے تھے۔ آپ کے کشف وکرامات کے بہت سے واقعات مشہور ہیں۔ آپ کے حالات ''گلدستۂ تجلیات'' میں ضمیمہ حیات کے عنوان سے شائع ہو چکے ہیں۔

ارضِ مقدس حجاز کو تشریف لے گئے تھے' واپسی میں جدّہ میں انتقال فرمایا اور وہیں مدفون ہیں۔ آپ کے پسماندگان میں صرف ایک صاحبزادی امتہ المحبوب عرف شہزادی بیگم صاحبہ ہیں جو حافظ قاری مولانا شاہ عبدالوہاب شطاریؒ ابن حضرت علامہ سید شاہ محمد علی شطاریؒ سے منسوب ہوئیں' ان کے سوا کوئی نرینہ اولاد نہیں ہے۔

(۲) دوسرے صاحبزادے حضرت سیدی محمد یحییٰ حسینی قبلہ قدس سرہٗ ہیں جو اپنے برادرِ معظم کے بعد جانشین ہوئے۔ صفر ۱۳۰۳ھ میں پیدا ہوئے اور ۳/صفر ۱۳۷۳ھ کو وصال فرمایا۔

آپ بھی عربی فارسی کے عالم تھے۔ والدہ ماجدہ کے ساتھ عرصہ تک حجاز میں مقیم رہے۔ جس کی وجہ عربی میں بے تکلف گفتگو فرماتے تھے۔ آپ کے تصانیف میں نور ہدایت ہے، جس میں آپ نے زیارتِ قبور، توسل، ندا، نذر و نیاز، علمِ غیب وغیرہ جیسے اہم مسائل پر تبصرہ فرمایا ہے جو قابل دید ہے جو طبع ہوچکی ہے۔ آپ ربیعین میں وعظ فرماتے تھے، محافلِ وعظ میں کثرت سے لوگ شریک رہا کرتے۔ آپ کے مواعظ کی وجہ سینکڑوں نے ہدایت پائی۔ چنانچہ آپ کے دولت خانہ سے قریب قدیم زمانے سے ایک طائفہ رہتا تھا۔ اس طائفہ کی اکثر پیشہ ور عورتیں مواعظ میں آتیں پہلے وہ بے پردہ آتی تھیں۔ آپ نے انہیں پردہ کا پابند فرمایا اس کے بعد آپ کے مواعظ کے برکات سے وہ تمام تائب ہوکر نکاح کرلیں اور اس طائفہ کی ایک عورت اب ایسی نہیں جس نے نکاح نہ کرلیا ہو۔

آپ کے فیضِ صحبت سے سینکڑوں نہ صرف تائب ہوکر پابندِ صوم و صلوٰۃ ہوگئے بلکہ ان میں سے بہت سے صاحبِ علم ہوئے۔ جن کو عوام عظمت کی نگاہ سے دیکھا کرتے اور اپنی پریشانیوں میں ان سے رجوع ہوکر مستفید ہوتے تھے۔

آپ نے ۱۳۵۰ھ میں یعنی پولس اکشن سے تقریباً سترہ سال قبل انگلش اور زبانِ ملکی سیکھنے پر زور دیا، چنانچہ راقم اور میرے بھائی کو شدت سے حکم فرمایا تھا اس وقت حضرت کے ارشاد کو ہم سمجھ نہ سکے، زمانۂ دراز کے بعد اس کی ضرورت اور اہمیت واضح ہوئی۔ سچ ہے بزرگوں کی باتیں ہماری عقل و دانست سے بالا ہوتی ہیں اسی لئے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا اتقوا من فراسۃ المومن فَاِنَہٗ ینظر من نور اللّٰہ آپ کے حالاتِ زندگی یکجا شائع کرنے کی کوشش کی جارہی ہے اگر فضلِ باری شامل رہا تو عنقریب اس کی اشاعت کی سعادت حاصل ہوجائے گی۔

آپ بھی عربی فارسی کے عالم تھے۔ والدہ ماجدہ کے ساتھ عرصہ تک حجاز میں مقیم رہے۔ جس کی وجہ عربی میں بے تکلف گفتگو فرماتے تھے۔ آپ کے تصانیف میں نورِ ہدایت ہے، جس میں آپ نے زیارتِ قبور، توسل، ندا، نذر و نیاز، علمِ غیب وغیرہ جیسے اہم مسائل پر تبصرہ فرمایا ہے جو قابل دید ہے جو طبع ہو چکی ہے۔ آپ ربیعین میں وعظ فرماتے تھے، محافلِ وعظ میں کثرت سے لوگ شریک رہا کرتے۔ آپ کے مواعظ کی وجہ سینکڑوں نے ہدایت پائی۔ چنانچہ آپ کے دولت خانہ سے قریب قدیم زمانے سے ایک طائفہ رہتا تھا۔ اس طائفہ کی اکثر پیشہ ور عورتیں مواعظ میں آتیں پہلے وہ بے پردہ آتی تھیں۔ آپ نے انہیں پردہ کا پابند فرمایا اس کے بعد آپ کے مواعظ کے برکات سے وہ تمام تائب ہو کر نکاح کر لیں اور اس طائفہ کی ایک عورت اب ایسی نہیں جس نے نکاح نہ کر لیا ہو۔

آپ کے فیضِ صحبت سے سینکڑوں نہ صرف تائب ہو کر پابندِ صوم و صلوٰۃ ہو گئے بلکہ ان میں سے بہت سے صاحبِ علم ہوئے۔ جن کو عوام عظمت کی نگاہ سے دیکھا کرتے اور اپنی پریشانیوں میں ان سے رجوع ہو کر مستفید ہوتے تھے۔

آپ نے ۱۳۵۰ھ میں یعنی پولس اکشن سے تقریباً سترہ سال قبل انگلش اور زبانِ ملکی سیکھنے پر زور دیا، چنانچہ راقم اور میرے بھائی کو شدت سے حکم فرمایا تھا اس وقت حضرت کے ارشاد کو ہم سمجھ نہ سکے، زمانۂ دراز کے بعد اس کی ضرورت اور اہمیت واضح ہوئی۔ سچ ہے بزرگوں کی باتیں ہماری عقل و دانست سے بالا ہوتی ہیں اسی لئے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا اتقوا من فراسة المومن فَاِنَهٗ ینظر من نور اللّٰہ آپ کے حالاتِ زندگی یکجا شائع کرنے کی کوشش کی جارہی ہے اگر فضلِ باری شامل رہا تو عنقریب اس کی اشاعت کی سعادت حاصل ہو جائے گی۔

آپ کو شاعری سے بھی لگاؤ تھا حاذق تخلص فرماتے تھے ۔آپ کا کلام بنام انوارِغیب کے نام سے شائع وہ چکا ہے۔آپ کا مزار ریاضِ مدنہ مصری گنج میں زیارت گاہِ خاص وعام ہے۔

آپ کے حسب ذیل چار صاحبزادے اور ایک صاحبزادی ہیں:

(الف) سید محی الدین (ب) حافظ قاری مولوی سید ابراہیم حسینی صاحب فاضل نظامیہ (ج) حکیم مولوی سید عثمان حسینی صاحب فاضل نظامیہ (د) مولوی سید محمد قادری صاحب (ہ) قمر النساء بیگم صاحبہ محل مولوی اکرم الدین علی صاحب بے اے (علیگ)

۳۔تیسرے صاحبزادے حضرت مولانا حکیم سید شاہ محمد باقر حسینی صاحب قبلہ مدظہ العالی آپ ۱۱ر رمضان ۱۳۰۵ھ میں پیدا ہوئے ۔ مدرسہ دار العلوم میں علوم مشرقیہ کی تعلیم پائی، عرصہ تک والدہ ماجدہ کے ساتھ حجاز میں قیام رہا۔مدرسہ فخریہ مدینہ طیبہ میں زیرِ تعلیم رہے جس کی وجہ عربی میں بے تکلف فرماتے ہیں۔

شعروسخن سے خاص دلچسپی ہے طارق تخلص فرماتے ہیں۔آپ کا کلام خاص ہوتا ہے نعتیہ کلام طبع ہو چکا ہے۔

ایک عرصہ تک آپ کے زیرِ ادارت رسالہ بنام النور شائع ہوا تھا جس میں آپ کے مضامین شائع ہوئے ہیں، جو قابلِ دید ہیں ۔آپ کو تاریخ سے خاص دلچسپی ہے۔ فنِ تعمیر میں بھی یدِ طولیٰ حاصل ہے۔اس فن میں بزبانِ اُردو آپ نے ایک بسیط تصنیف فرمائی ہے، جو زیرِ طبع ہے۔

قاری بھی ہیں، خطاطی میں بھی دخل ہے، اچھے طبیب ہیں، علاج معالجہ کا سلسلہ جاری ہے۔آسیبی معالجات میں بھی یدِ طولیٰ حاصل ہے۔آپ کے تعویذات کی بہت

شہرت ہے دور دور سے اہلِ عرض آتے اور مستفید ہوتے ہیں۔

طبیعت میں سادگی اور استغناء بہت ہے عام مجالس میں بہت کم شرکت فرماتے ہیں آپ کے مریدین بکثرت ہیں۔ رشد وہدایت کا سلسلہ جاری ہے۔ آپ کا وجود مغتنمات سے ہے۔ اللہ تعالیٰ تادیر سلامت رکھے۔ اس وقت آپ کے دوصاحبزادگان، ایک صاحب زادی ہیں۔

۱۔ حکیم مولانا سید جعفر صادق حسینی صاحب قادری ۲۔ سید حامد حسینی صاحب
۳۔ فاطمہ ام الخیر عرف عوض بیگم صاحبہ محل مولوی سید محی الدین احمد محمودی مرحوم
۴۔ ایک صاحبزادی حضرت امتہ اللہ بیگم تھیں جو حضرت علامہ محمد عبدالقدیری صدیقی حسرت علیہ الرحمہ کے بڑے صاحبزادے حضرت قاری محمد عبدالعزیز صدیقی علیہ الرحمہ سے منسوب ہوئی تھیں مگر شادی کے چند ماہ بعد ہی لاولد انتقال کر گئیں۔

۲۔ حضرت سید احمد علی شاہ قبلہ قدس سرہٗ العزیز

آپ کے دوسرے صاحبزادے حضرت حافظ قاری سید احمد علی شاہ قبلہ قدس سرہٗ ہیں۔ جن کو بیعت وخلافت اپنے برادر معظم حضرت سیدی خواجہ محبوب اللہ قدس سرہٗ سے تھی۔ آپ ۲۹ ر رمضان ۱۲۷۱ھ میں پیدا ہوئے اور ۲۵ ر ربیع الثانی ۱۳۳۱ھ میں انتقال فرمایا۔

آپ بھی عالم تھے اور عربی میں بے تکلف گفتگو فرماتے تھے، حافظ وقاری بھی تھے ہر سال رمضان المبارک میں محراب سنایا کرتے۔ شعر وسخن سے بھی دلچسپی تھی۔ لائقؔ تخلص فرماتے تھے۔ فقہ حنبلی میں ایک کتاب موسوم بہ ''راہِ عقبیٰ'' آپ نے تحریر فرمائی ہے، جو طبع ہو چکی ہے۔

آپ کو ابتداء ہی سے فنونِ سپہ گری سے خاص دلچسپی تھی اس لئے فطرۃً سپاہیانہ جوش تھا۔ خدادادقوت کے حامل تھے۔ اس جسمانی قوت کے ساتھ روحانی قوت مل کر دوآتشہ کی قوت اختیار کرلی تھی۔ آپ کی ضعیفی کے زمانے میں بھی' جب کبھی اپ پر وجدانی کیفیت طاری ہوتی تو کوئی آپ کو سنبھال نہ سکتا۔

طبیعت میں سادگی کے ساتھ استغنا کی کیفیت تھی۔ امرااور عہدہ داروں سے میل جول پسند نہ فرماتے تھے۔ محبت کا رنگ زیادہ غالب تھا۔ کشفی کیفیت بہت ممتاز تھی جو بات فرماتے وہ اٹل ہوتی' حق گوئی میں لومتہ لائم کا خیال نہ فرماتے۔ اگر کوئی بات ناگوار گزرتی تو فوری ٹوک دیتے خواہ کیسی ہی شخصیت کا حامل کیوں نہ ہو۔

آپ کے کشف و کرامات کے بہت سے واقعات ہیں۔ آپ کے مریدین بھی زیادہ تھے۔ آپ کا سلسلہ جاری ہے۔ آپ کا مزار اولیاباغ نزد گنبد شریف حضرت مولانا میر شجاع الدین حسین قبلہؒ میں زیارت گاہِ خاص و عام ہے۔

آپ کے دو صاحبزادے' دو صاحبزادیاں حسب ذیل ہیں:

ا۔ بڑے صاحبزادے حضرت میر اعظم علی شائقؔ جو سلطنتِ آصفیہ میں مفتی اول بلدہ کی خدمت پر فائز تھے۔ عشقِ نبویؐ میں ڈوبے ہوئے تھے۔ آپ کا کلام مشہور و مقبول خاص و عام ہے۔ حضرت شائقؔؒ کے دو صاحبزادے اور ایک صاحبزادی حسب ذیل ہیں۔ ا۔ مفتی مولانا میر اشرف علی مرحوم فاضل نظامیہ (۲) مولوی سید مسیح الدین صاحب قادری جو اس وقت اپنے جدِ امجد حضرت احمد علی شاہ قبلہ کے جانشین ہیں۔ سلسلہ رشد و ہدایت جاری ہے (۳) محبوب النساء بیگم صاحبہ محل نواب میر ذوالفقار علی

خاں مرحوم جاگیردار دودیال۔

۲۔ دوسرے سید اولیا تھے جو عین شباب کے عالم میں لاولد انتقال کیے۔

۳۔ بڑی صاحبزادی حضرت کلثوم بیگم جو حضرت مولانا سید شاہ لطیف محی الدین الموسوی علیہ الرحمہ سے منسوب تھیں۔ آپ کی اولاد میں تین صاحبزادے چار صاحبزادیاں ہیں جن میں قابلِ ذکر مولوی سید شاہ عبدالرزاق صاحب قادری جعفرؔ ایم اے عثمانیہ پروفیسر عثمانیہ کالج و بانی لطیفیہ کالج ہیں، جن سے آبائی سلسلہ رشد و ہدایت جاری ہے۔ ۴۔ چھوٹی صاحبزادی حضرت وحید النساء بیگم صاحبہ جو نواب میر نامور علی خاں مرحوم جاگیردار دودیال سے منسوب ہوئی تھیں آپ کی اولاد میں مولوی میر انوار علی خاں صاحب ایم۔اے (لندن) قابلِ ذکر ہیں۔ جو اس وقت کراچی کالج میں بحیثیت پروفیسر علمی خدمات انجام دے رہے ہیں۔

۳۔ حضرت سید شاہ محمود مکی قبلہ قدس سرہٗ العزیز

آپ حضرت کے تیسرے صاحبزادے ہیں۔ آپ کا نام سید محمود مکی تھا مگر عوام میں مکی میاں سے مشہور تھے۔ ۳۰/ذی الحجہ ۱۲۸۰ھ میں پیدا ہوئے اور ۵/محرم الحرام ۱۳۳۸ھ کو انتقال فرمایا۔

آپ بھی حافظ قاری تھے، عربی و فارسی زبان پر کافی عبور تھا، فقہ حنبلی میں ایک منظوم کتاب موسوم بہ ''توشۂ عقبیٰ'' تحریر فرمائی ہے، جو طبع بھی ہو چکی ہے۔ شعر و سخن سے بھی دلچسپی تھی ہنرؔ تخلص فرماتے تھے۔ آپ کی ٹھمریاں بہت مشہور اور مقبول ہیں۔

طبیعت میں سادگی کے ساتھ استغنا کی شان تھی۔ وضعداری کی کیفیت بہت

زیادہ تھی۔ جس کسی کام کا آغاز کیا اس کو آخر تک برابر انجام دیا۔ امراء عہدیداروں سے میل جول ناپسند تھا روحانی کیفیت بہت ممتاز تھی ۔ بہت رحمدل اور ہمدرد واقع ہوئے تھے۔ آسیبی معالجات میں یدِ طولیٰ حاصل تھا۔ آپ کے پاس روزانہ صدہا حاجتمند آتے اور فیض یاب ہوتے تھے۔ اپ کی اس قدر شہرت تھی کہ محلّہ آپ ہی کے نام سے یعنی ''کوچہ مکی میاں'' مشہور ہو گیا تھا۔ آپ کو بیعت و خلافت حضرت خواجہ بیکس نواز سے حاصل تھی۔

آپ کے کشف و کرامات کے بہت سے واقعات مشہور ہیں ۔ مریدین بھی کثرت سے تھے' آپ کا سلسلہ جاری ہے۔ آپ کا مزار بمقام حسینی ٹیکری نزد کشن باغ زیارت گاہِ خاص و عام ہے۔

آپ کے پانچ صاحبزادے دو صاحبزادیاں تھیں۔

ا۔ حضرت مولانا سید محمد مسعود قادریؒ بڑے صاحبزادے جو آپ کے بعد آپ کے جانشین ہوئے۔ آپ کی اولاد باقی نہیں ہے (۲) حضرت مولانا سید قطب الدین احمد محمودیؒ کامل التفسیر بڑے عالم تھے' متعدد تصانیف بھی آپ کی مشہور ہیں ۔ پاکستان تشریف لے گئے تھے وہیں انتقال فرمایا۔ آپ کے بڑے صاحبزادے مولوی سید شجاع الدین احمد صاحب محمودی اس وقت اپنے جدِ امجد حضرت مکی میاں قبلہؒ کے جانشین ہیں' رشد وہدایت جاری ہے۔ دوسرے صاحب زادے مولوی حکیم سید رفیع الدین احمد صاحب محمودی طبیبِ یونانی ہیں ۔ تیسرے اور چوتھے صاحبزادے مولوی سید احمد مدنی صاحب و سید محمود مکی صاحب پاکستان میں مقیم ہیں وہاں بھی سلسلۂ رشد وہدایت جاری ہے۔

(۳) حضرت سید محمد صدیق محمودیؒ مولوی فاضل منشی فاضل بڑے عالم تھے۔ آپ کی بھی بہت سی تصانیف ہیں، جو طبع نہیں ہوئی ہیں۔ بڑے بھائی صاحب کے بعد آپ ہی والدِ ماجد کے جانشین ہوئے۔ آپ کے مریدین بھی ہیں۔ آپ کے حسب ذیل صاحبزادگان ہیں۔

۱۔ سید محمد سلطان احمد صاحب ۲۔ مولوی سید مصطفیٰ صاحب ۳۔ مولوی سید مرتضیٰ صاحب ۴۔ مولوی سید مجتبیٰ صاحب۔

(۳) چوتھے صاحبزادے مولوی سید محی الدین احمد محمود عجزؔ تھے جو عین شباب کے عالم میں انتقال فرمایا۔ آپ کی اولاد میں ایک صاحبزادہ مسمی معین الدین احمد تھے جو لاولد انتقال کر گئے۔

(۴) پانچویں صاحبزادے مولوی سید محمدؐ صادق محمود صاحب ایم۔ اے (عثمانیہ) سررشتۂ تعلیمات میں مامور ہیں۔

(۵) حضرت حفصہ بیگم صاحبہ سید اسد اللہ حسینی مرحوم لاولد انتقال کر گئیں۔

(۶) حضرت امتہ البتول صاحبہ محل مولوی سید نظام الدین مرحوم۔

۴۔ حضرت شمس المفسرین علامہ سید عمر قبلہ قدس سرّہٗ العزیز

آپ چوتھے صاحبزادے ہیں۔ ۱۲۸۲ھ میں پیدا ہوئے اور ۱۹ر صفر ۱۳۳۰ھ کو انتقال فرمایا۔ حافظ قاری عشرہ جید عالم مفسر تھے۔ آپ کی تفسیر قادری مشہور ہے۔ آپ کے مواعظ بڑے پُر اثر اور مقبولِ عام تھے۔ مجالسِ وعظ میں ہزاروں کا اجتماع ہوتا تھا۔ ہزاروں آپ کے مجالسِ وعظ میں شریک رہ کر تائب اور پابندِ صوم وصلوٰۃ ہو گئے۔ آپ

سے متعلق یہ مشہور ہے کہ جو شخص دل میں سوچ کر جاتا کہ آج اس مسئلہ سے متعلق حضرت سے پوچھنا تو آپ اپنے وعظ میں اس کا جواب خود ادا فرمادیتے' سائل کو استفسار کی نوبت ہی نہ آتی۔

طبیعت میں سادگی کے ساتھ ہمدردی کی کیفیت زیادہ تھی۔آپ کے ہزاروں مریدین تھے۔آپ کا مزار بمقام قادری چمن نزدیک فلک نما زیارت گاہِ خاص وعام ہے ۔ آپ کے دو صاحبزادے دو صاحبزادیاں حسب ذیل تھے۔

ا۔ شیخ الاسلام حضرت سید محمد بادشاہ حسینی قادری لئیقؔ جو آپ کے جانشین ہوئے۔تفسیر قادری کے بقیہ حصہ کی تکمیل فرمائی ۔قومی خدمات میں بھی ہر وقت کافی حصہ لیا' علمی خدمات کی انجام دہی میں زندگی وقف کردی تھی ۔اس وقت آپ کے بڑے صاحبزادے مولوی سید حبیب عمر حسینی صاحب سے سلسلۂ رشد وہدایت جاری ہے ان کے علاوہ اور اولاد حسب ذیل ہے۔

ا۔مولوی حبیب عمر حسینی صاحب ۲۔مولوی حبیب قاسم صاحب ۳۔رقیہ بیگم صاحبہ محل مولوی سید عبدالرزاق صاحب قادری جعفر ایم اے ۴۔امتہ البتول صاحبہ محل مولوی سید محمود صاحب بی ۔اے ۵۔حفصہ بیگم صاحبہ محل مولوی سید محمد صاحب قادری (۲) مولوی سید زین العابدینؒ عالم شباب میں' لاولد انتقال فرمایا (۳) حضرت امتہ الفاطمہ جو حضرت مولانا سید فضل الرحمٰن شطاری ابن حضرت علامہ سید شاہ غلام غوث شطاریؒ سے منسوب تھیں (۴) حضرت امتہ المحمدی جو مولانا مفتی میر اشرف علیؒ مفتی اول بلدہ سے منسوب تھیں۔

۵۔حضرت انور بیگم علیہا الرحمہ

آپ ۲۸ /محرم ۱۲۶۵ھ میں پیدا ہوئے ۹ /رمضان ۱۳۰۳ھ میں انتقال فرمایا۔
آپ حضرت علامہ محمد عبدالقادر صدیقی " ناظم قضائے عروب سے منسوب ہوئی تھیں' بہت نیک اور ہمدرد تھیں آپ کی اولاد میں دو صاحبزادے ایک صاحبزادی تھے۔ (۱)
حضرت بحرالعلامہ شاہ محمد عبدالقدیر صدیقی حسرت علیہ الرحمہ' جو حیدر آباد کے بڑے مشہور وممتاز عالم تھے۔ آپ کو حضرت خواجہ بیکس نواز قدس سرہ ہی سے بیعت وخلافت حاصل تھی تمام زندگی علمی خدمات میں بسر فرمائی۔ آخر عمر تک درس وتدریس کا سلسلہ جاری تھا اس کے ساتھ بڑے زبردست فقیر بھی تھے۔ ہزاروں کو اپنے روحانی فیض سے مالا مال کیا۔ آپ کی بہت سی تصانیف تصوف۔ فلسفہ۔ حدیث۔ علم کلام میں شائع ہو چکی ہیں۔ تفسیر صدیقی کے نام سے ایک مکمل تفسیر بھی تحریر فرمائی ہے جس کے متعدد جز اس وقت زیورِ طبع سے آراستہ ہو چکے اور باقی زیرِ طبع ہیں۔ شعر وسخن سے بھی کافی دلچسپی تھی۔ حسرت تخلص فرماتے تھے۔ آپ کا کلام بھی شائع ہو چکا ہے۔ آپ کے کشف وکرامات کے بہت سے واقعات مشہور ہیں۔ ۲۷ /رجب ۱۲۸۸ھ میں پیدا ہوئے اور ۷ /شوال ۱۳۸۳ھ کو انتقال فرمایا۔ آپ کو خداوند عالم نے کثرت سے اولاد بھی عطا فرمائی اور سب لایق وقابل بھی ہیں منجملہ ان کے اس وقت جن سے آپ کا سلسلۂ رشد وہدایت جاری ہے وہ حسب ذیل ہیں:

(۱) مولانا شاہ محمد عبدالرحیم صدیقی حیرت مولوی فاضل جو اس وقت اپنے والد ماجد کے جانشین ہوئے ہیں (۲) مولانا محمد ابوتراب علی صاحب صدیقی خاکی ایم۔ اے عثمانیہ (۳) مولوی ابوالقاسم محمد صاحب صدیقی (۴) مولوی محمد شجاع الدین حسین صدیقی عزت (۵) مولوی حسن محی الدین صدیقی غیرت لکچرار میسور کالج (۶) ڈاکٹر

موسیٰ عبدالرحمٰن صدیقی (پاکستان) (۲) پروفیسر حضرت علامہ شاہ محمد عبدالمقتدر صدیقی فاضلؔ آپ ۱۲۹۱ھ میں پیدا ہوئے اور ۱۹؍ربیع الاول ۱۳۶۸ھ میں انتقال فرمایا۔ آپ بھی بڑے جید عالم تھے، پوری زندگی علمی خدمات میں بسر فرمائی۔ آپ کے بھی بعض تصانیف ہیں جو تا حال طبع نہ ہو سکے، عثمانیہ کالج میں پروفیسر حدیث تھے۔ مکان پر بھی تشنگانِ علم کو سیراب فرماتے اس کے علاوہ روحانی تعلیمات کا سلسلہ بھی جاری تھا۔ آپ کے فیضِ صحبت سے بہت سے مشرف بہ اسلام بھی ہوئے۔ سینکڑوں نے راہِ ہدایت پائی آپ کو حضرت خواجہ بیکس نواز قدس سرہٗ سے بیعت و خلافت تھی آپ کے مریدین بھی بکثرت ہیں۔ آپ کے کشف و کرامت کے بہت سے واقعات مشہور ہیں۔ آپ کے بعد حسب ذیل صاحبزادگان سے آپ کا سلسلہ جاری ہے ا۔ مولانا شاہ محمد عبدالغفور صاحب صدیقی فاضلؔ جو اس وقت آپ کے جانشین ہیں (۲) مولانا شاہ محمود عبدالصبور صاحب صدیقی فضیلتؔ ایم، اے عثمانیہ کالج میں لکچرار تھی اس وقت اورینٹل کالج کے پرنسپل ہیں (۳) مولوی احمد عبدالقدوس صاحب صدیقی (۳) حضرت حافظہ بیگم محل حضرت مولانا سید شاہ اصغر حسینی علیہ الرحمہ خلف حضرت محمد شاہ صاحب قبلہؒ سجادہ نشین حضرت شاہ خاموشؒ بیحد نیک اور سمجھدار تھیں مردانہ طبیعت پائی تھیں آپ کے صاحبزادے مولانا سید شاہ صابر حسینی چشتی علیہ الرحمہ جو اپنے والد ماجد کے بعد حضرت شاہ خاموشؒ کے جانشین ہوئے بڑے عالم اور عاشقِ اہلبیت تھے جن کے مریدین بھی بکثرت ہیں۔ اس وقت آپ کے بڑے صاحبزادے مولوی سید قطب الدین حسینی صاحب چشتی ایم اے (عثمانیہ) آپ کے جانشین ہوئے ہیں جو اپنے آبائی رنگ پر قائم اور حضرت شاہ خاموشؒ کا سلسلہ آپ سے جاری ہے، آپ کے علاوہ دوسرے صاحبزادے مولوی سید شاہ فرید الدین حسینی صاحب ایف۔ اے سے بھی آپ کا سلسلہ جاری ہے۔

فہرست مطبوعات

ریاض مدینہ پبلیکیشنز

حالات شاہ: حالات حضرت سید پرورش علی حسینی شاہ قدس سرہ

عقائد شاہ: رسالہ مؤلفہ حضرت سید پرورش علی حسینی شاہ قدس سرہ

گلدستہ تجلیات: حضرت سید خواجہ محمد صدیق محبوب اللہ خلق قدس سرہ

اذکار غیب: مجموعہ کلام حضرت سید محمد عثمان حسینی فائقؔ قدس سرہ

انوار غیب: حضرت سید محمد یحیٰ پاشاہ حاذقؔ قبلہ قدس سرہ

نور بصیرت: حضرت سید محمد یحیٰ پاشاہ حاذقؔ قبلہ قدس سرہ

بیعت و نسبت: حضرت سید محی الدین حسینی محیؔ قبلہ قدس سرہ

مختصر فقہ حنبلی: حضرت سید محی الدین حسینی محیؔ قبلہ قدس سرہ

اظہار غیب: مجموعہ کلام حضرت سید محمد عثمان حسینی ذکیؔ قدس سرہ

نغمۂ فطرت: مجموعہ کلام حضرت سید محمد صدیق حسینی عارفؔ قادری مدظلہ

نغمۂ محبت: مجموعہ کلام حضرت سید ابو عبداللہ الحسین شہنشاہؔ قادری مدظلہ

نمونہ توقیر پیر: مضمون حضرت سید ابو عبداللہ الحسین شہنشاہؔ قادری مدظلہ

فضائل النوافل: تالیف حضرت سید عبدالقادر حسینی دستگیر پاشاہ اظہرؔ

بوئے طیبہ: مجموعہ کلام حضرت سید غلام محمد بیکس نواز حسینی شارقؔ

اسرار غیب: مجموعہ کلام ڈاکٹر سید غوث علی سعید احمدؔ حنبلی

دیوان شاہ: مجموعہ کلام حضرت سید پرورش علی حسینی شاہ قدس سرہ

زاد آخرت: حضرت سید خواجہ محمد صدیق محبوب اللہ خلق قدس سرہ

افکار غیب: حضرت سید خواجہ محمد صدیق محبوب اللہ خلق قدس سرہ

مظہر انوار: حالات حضرت سید محمد یحیٰ پاشاہ حاذقؔ قبلہ قدس سرہ

نور ہدایت: تالیف حضرت سید محمد یحیٰ پاشاہ حاذقؔ قبلہ قدس سرہ

گفتار غیب: مجموعہ کلام حضرت سید محی الدین حسینی محیؔ قبلہ قدس سرہ

باران رحمت: حضرت سید محی الدین حسینی محیؔ قبلہ قدس سرہ

انوار مدینہ: حضرت سید محمد ابراہیم حسینی واثقؔ قبلہ قدس سرہ

بہتی آنکھیں: مجموعہ کلام محل حضرت سید محمد قادری قبلہ قدس سرہ

باران حکمت: مجموعہ مضامین حضرت سید ابو عبداللہ الحسین شہنشاہؔ قادری مدظلہ

حالات پیر طریقت: مضمون حضرت سید ابو عبداللہ الحسین شہنشاہؔ قادری مدظلہ

فکر و آگہی: مجموعہ مضامین حضرت سید عبدالقادر حسینی دستگیر پاشاہ اظہرؔ

حکایت بخاری: تالیف حضرت سید عبدالقادر حسینی دستگیر پاشاہ اظہرؔ

اختیارات مصطفیٰ: تالیف حضرت سید محمود صفی اللہ حسینی وقار پاشاہ مدظلہ

حکمت شار: مجموعہ کلام ڈاکٹر سید غوث علی سعید احمدؔ حنبلی

گلدستہ ارشادات شرح ارشادات حضرت سید خواجہ محبوب اللہ قدس سرہ: شارح ڈاکٹر سید غوث علی سعید احمدؔ حنبلی

light of guiddance [english version of noor-e-hidayat] by aafia hissaini

ملنے کا پتہ

ریاض مدینہ اسلامی مرکز

ریاض مدینہ مصری گنج، حیدرآباد

www.rmp.qps.com

Mobile # 9885091794